لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۱۲ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۵ - شوال ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, September 17, 1913.

فتح قسطنطنیہ

سلطان محمد فاتح کا قسطنطنیہ میں داخلہ

اور آخری بازنطینی مدافعت

لاتهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱، مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

(ششماہی ۴ روپیہ ۱۲)

نمبر ۱۲ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۵ - شوال ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta: Wednesday, September 17, 1913.

فہرس

شذون داخلیہ ۲

افکار و حوادث

ارشاد الملوک ۳

مقالۂ افتتاحیہ

فتح قسطنطنیہ ۵

انگلستان بلغاریا کو اشتعال دلا رہا ہے! ۸

حادثۂ مسجد کانپور ۸

معاہدۂ رومانیہ و بلغاریا ۸

مقالات

تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ (۲) ۹

اختلال توازن ۱۰

باب المراسلۃ و المناظرہ

الفتنۃ اللغویہ (” حظ و کرب “ یا ” لذت و الم“) (۱) ۱۳

وثائق و حقائق

انسانیۃ کا ماتم ۱۵

برید فرنگ

ھموا بمالم ینالو ۱۷

مسئلۂ عرب ۱۸

مراسلات

دعوت و تبلیغ اسلام ۱۸

تاریخ حسیات اسلامیہ

شہداء کانپور اعلی اللہ مقامہم ۱۹

مصیبت زدگان کانپور کی دائمی اعانت ۱۹

شہداء کانپور کا ماتم ۲۰

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ (۱۲)

فہرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور ۲۰

فہرست زر اعانۂ ہمدرد و کامریڈ پریس ۲۰

تصویر

مرقع ایاب و ذہاب یا فتح قسطنطنیہ (صفحۂ مصورۂ خاص)

مجلس دفاع مسجد مقدس کانپور

Cawnpore Mosque Defence Association.

و لولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض، لہدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا - و لینصرن اللہ من ینصرہ، ان اللہ لقوی عزیز [۲۲ : ۴۰]

صدر مجلس : مولانا ابو الکلام ایڈیٹر الہلال کلکتہ

خزانچی : مسٹر اے - رسول - ایم - اے - بیرسٹر ایٹ لا کلکتہ

سکریٹری : آنریبل مولوی فضل الحق ایم - اے - ایل - ایل - بی - وکیل ہائی کورٹ کلکتہ

(۱) مسئلۂ مسجد کانپور نے در اصل حفظ عمارات دینیہ و اوقاف خیریہ کا مسئلہ تمام مسلمانوں کے سامنے پیش کر دیا ہے - اور یہ نظیر اپنے اندر ایسے عواقب شدیدہ رکھتی ہے، جنکا اگر اسی وقت علاج نہ دیا گیا تو عجب نہیں کہ مساجد و اوقاف کے قبض و تسلط کا سر رشتہ مسلمانوں کے ہاتھہ سے نکلکر حکام کے اختیار میں چلا جائے - پس تمام پیروان اسلام کا فرض دینی ہے کہ وہ جب تک اس معاملے کو ایک انقطاعی فیصلے تک نہ پہنچا لیں، ہر طرف سے آنکھیں بند کر کے صرف اسی مسئلہ کے پیچھے اپنی تمام جد و جہد و قواء وقت و مال کو وقف کردیں -

(۲) اسکے لیے باقاعدہ، منظم، مستقل، اور متحدہ اجماعی جد و جہد کی ضرورت ہے - پس تمام اُن کوششوں کو جو مسئلۂ مسجد کانپور کے متعلق ملک میں ہو رہی ہیں، ایک رشتۂ نظام میں منسلک کرنے، اور اصل مسئلۂ مسجد، نیز مقدمات زیر عدالت کیلیے تمام وسائل و ذرائع عمل کے اختیار کرنے کیلیے یہ مجلس قائم کی گئی ہے -

تمام خط و کتابت سکریٹری کے نام ادارۂ الہلال کے پتے سے ہونی چاہیے -

شئون داخلیہ

کانپور کے مقدمات کی ابتدائی منزل طے ہوگئی - اوائل اکتوبر سے سشن کا اجلاس شروع ہوگا :

رہے نہ دل میں ہوس ' آؤ یہ بھی کردیکھو

اس حادثے کی عجیب و غریب نوعیت جو ابتدا سے رہی ہے ' اسکا ظہور عدالت کی کارروائیوں میں بھی موجود تھا - ناظرین روزانہ اخبارات میں حالات پڑھتے رہے ہونگے - صفائی کے وکلا کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ' جس طرح مسٹر مظہر الحق کو غیر معمولی ضبط و تحمل سے کام لینا پڑا ' جس طرح صفائی سے استغاثہ کو مدد دینے کی عجیب خواہش کی گئی ' اور اقرار کرانا چاہا کہ وہ تاج کے طرف سے ایک مفید و پر مصلحت درگذر کرنے کی صورت میں اپیل نہ کرینگے ؛ یہ تمام باتیں ہندوستان کے عدالتی لٹریچر میں ہمیشہ یادگار رہینگی -

ایک بزرگ دوست لکھتے ہیں -

" اِن مقدمات کا بالاخر جو نتیجہ نکلنے والا ہے وہ اِسی وقت معلوم ہے - کون نہیں جانتا کہ موجودہ حالات میں انصاف کی حقیقت معلوم - پھر اس سے کیا فائدہ کہ ہم لا حاصل اپنا وقت مقدمات میں صرف کریں ؟ انہیں چھوڑ دیجیے کہ اِن رسمی عدالتی کارروائیوں کے بعد بالاخر جو ہونے والا ہے وہ آج ہی کردیں "

میں نے انکو لکھا ہے کہ یہ سچ ہے - اس انصاف کدے کا تو یہی حال ہے :

" خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ !

تاہم مقدمات کو غیر ضروری نہ سمجھنا چاہیے - اسکے لیے بے شمار وجوہ ہیں - قانون نے کام کرنے کیلیے ایک خاص ترتیب عمل مقرر کردی ہے ' اور ہمیں چاہیے کہ اسی کے مطابق قدم بڑھاے جائیں - خواہ مایوسی کیلیے کیسے ہی سخت اسباب موجود ہوں ' تاہم اسکی تمام منزلیں طے کرنا ضروری ہے - ہم کو پوری قوت و سامان کے ساتھہ مقدمہ لڑنا چاہیے - ہمارے ساتھہ قانون ہے ' اور ہم در اصل ٣ - اگست کے مظلوموں کیلیے نہیں اتر رہے ' بلکہ " تعزیرات ہند " اور حکومت ہند کے قانون " اساس فرماں روائی " کو اسکی چھنی ہوئی عزت دوبارہ دلانا چاہتے ہیں - ہم کو یقین ہے کہ مسٹر ٹائلر نے معصوم بچوں کے سینوں ہی کو نہیں ' بلکہ عظیم الشان " قانون " کے سر کو بھی زخمی کیا ہے -

اصلی عدالت سلطان عدل کی ہے ' اور وہ کانپور اور الہ آباد کی عمارتوں سے بے پروا ہے - اگر ہم ایک سو ایک ہتکڑیوں کو نہ کھلوا سکے ' تو مشیت الہی سے چارہ نہیں - ٣ - اگست کو لوگ خاک و خون میں تڑپے تو ہم نے کیا کیا ؟ لیکن ساتھہ ہی ہم واقعات کے چہرے کا بد نقاب توڑنا چاہتے ہیں ' اور اگر ایسا کرسکے تو ہماری تمام جد و جہد کی یہ اعلی ترین قیمت ہوگی - دنیا دیکھہ چکی ہے کہ یہی پر اسرار نقاب ہے ' جسکے تحفظ کیلیے مقدمات کو آگے نہ بڑھانے کی ایک عجیب و غریب کوشش باسم عفو و رحم کی گئی تھی ' اگرچہ وہ بجنسہ واپس کردی گئی -

پس کتنی ہی نا امیدی ہو ' کتنی ہی رکاوٹیں ڈالی جائیں ' کتنی ہی ہمارے وکلا کے صبر و تحمل کیلیے سخت آزمایشیں پیدا ہوجائیں ' مگر مقدمات کو انتہائی جد و جہد کے ساتھہ چلانا چاہیے - تاکہ اس عدالت کے کاموں سے اُس بڑی عدالت کیلیے سامان فراہم ہوجاے ' جو تمام دنیا کی چشم عقل و انصاف سے عبارت ہے - اور پھر وہ دیکھہ سکے کہ اصلیت و حقیقت کیا ہے ' اور عدالت و قانون کے ناموں سے اسکے ساتھہ کیا کیا جا رہا ہے ؟

پھر اگر نتیجہ ناکامی ہی ہے تو آج بھی کون ہے جو کامیابیوں کے عیش کدے کے مزے لوٹ رہا ہو ؟ جہاں ١ - جولائی کی تاریخ ہمیں یاد رکھنی ہے ' جہاں ٣ - اگست ہم بھولے نہیں ہیں ' وہاں ایک تاریخ اور بھی سہی - جس دن ہندوستان کی سب سے بڑی عدالت کی عمارت میں ہمیں فیصلہ سنایا جایگا ' اُسے بھی یاد رکھیں گے !

ہم جل رہے ہیں - ہم کو پانی کی ضرورت ہے نہ کہ تیل کی - لیکن اگر تیل چھڑکا جا رہا ہے تو اسکے شعلوں کی ذمہ داری ہمارے سر نہیں ہے -

پھر ان مقدمات کے ذریعہ صدہا ضمنی فوائد ہیں ' جن سے نہایت قیمتی نتائج ہم حاصل کرینگے - مسلمانوں کے سچے دینی جذبات اور غیرت ملی کی یہ ایک اصلی نمایش ہوگی - انکے ایثار قوت و مال ' و تفانی جذبات و اغراض کو تمام عالم دیکھہ لیگا - انکے دل ' جنکی افسردگی کا مدت سے ماتم چلا آتا ہے ' دکھلا سکیں گے کہ اب بھی چھپے ہوے شعلے اپنے اندر رکھتے ہیں - حکومت کیلیے بھی یہ ایک کشف حقیقت کا اصلی موقعہ ہوگا - وہ سمجھہ سکے گی کہ حکام کی روایات سریہ سے ملک کی اصلی حالت بالکل مختلف ہے ' اور کانپور کا مسئلہ کانپور ہی کا مسئلہ نہ تھا ' بلکہ تمام پیروان اسلام کا -

اب رہی ہماری امید و بیم ' تو اسکی کہانی بھی سن لیجیے - یہ سچ ہے کہ ہم مایوس ہیں مگر ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ان معاملات میں تاج برطانیہ سے مایوس ہوجائیں - ہم کو یقین ہے کہ یہ جو کچھہ ہوا اور ہو رہا ہے ' چند حکام کی نا عاقبت اندیشانہ ضد اور ہٹ کا نتیجہ ہے ' اور یہانکی موجودہ حکومت اعلی بھی اب اسکا ساتھہ دے رہی ہے - حکومت کو یقین دلایا گیا ہے کہ یہ کوئی مذہبی معاملہ نہیں ہے ' اور نہ اس سے مسلمانوں کو کوئی حقیقی صدمہ پہنچا ہے - محض چند آدمیونکی پیدا کی ہوئی شورش ہے ' اور اسکے آگے جھکنا ہمیشہ کیلیے اپنے تئیں ضعیف کردینا ہوگا -

پس اگر ہم نے اپنے محکم و غیر متزلزل استقلال اور سعی و جہد قانونی سے اصل حقیقت ظاہر کردی ' تو ضرور ہے کہ کہیں نہ کہیں ہم کو ہندوستان کے گم شدہ انصاف کا سراغ مل جاے گا -

ہم زخمی ہیں مگر اب تک مرہم سے مایوس نہیں ہوے - ہم کو صبر کی تعلیم دی گئی ہے اور ہم ابھی انتظار کرسکتے ہیں - تاہم اگر آخر میں بھی مایوس کردیے گئے تو پھر یاد رہے کہ ہماری " مایوسی " ہماری " امید " سے بھی زیادہ پر خروش ہوگی - اُس دن کیلیے مایوس کرنے والوں پر افسوس ہے : و ذلک یوم الخروج ! (٥٠ : ٤١)

افکار و حوادث

ارشاد الملوک

هز آنر سرجیمس مسٹن بالقابہ نے حادثۂ خونین کانپور کے بعد ۲۰ - اگست کو آگرہ میں جو خطبۂ همایونی دیا تھا ' وہ اچھی طرح شائع ہوچکا ہے اور موافق و مخالف بحثیں بھی ہوچکی ہیں ' تاہم ہمیں جو کچھ عرض کرنا تھا ' وہ اب تک باقی ہے - انہوں نے فرمایا :

" مگر سب سے زیادہ میں اُن لوگوں کی سنجیدہ ذمہ داری سے متاثر ہوا جو خود تو دور اور محفوظ ہیں ' مگر جنہوں نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے ایک جاہل جماعت کے جذبات کو مشتعل کردیا اور جن پر خدا اور انسان کی نظروں میں یکساں بہت سا بے ضرورت خون بہانے اور مصیبت لانیکا گناہ عائد ہوتا ہے - میری یہ دعا ہے کہ آگرہ کو ایسی المناک مصیبت کا کبھی سامنا نہ کرنا پڑے "

سب سے پہلے تو ہم اپنے تئیں مبارک باد دیتے ہیں کہ هز آنر کی زبان مبارک بھی " خدا " کے لفظ سے نا آشنا نہیں - ستم زدگان کانپور کا ذکر کرتے ہوے خدا انہیں یاد آهی گیا - کاش هز آنر فارسی کے ذوق آشنا ہوتے تو ہم مرحوم (غالب) کا یہ شعر سناتے :

روان فداے تو ' نام کے بردہ ناصح !
زہے لطافت ذوقیکہ در بیان تو نیست !

هز آنر نے لینے کو تو خدا کا نام لے دیا ' لیکن کاش انہیں معلوم ہوتا کہ انکے مخاطب مسیحی نہیں بلکہ مسلمان ہیں ' اور انکے لیے یہ " لفظ " اتنا سہل و آسان نہیں ' جتنا خود انکے لیے ہے - وہ ایک مصلوب جسد کے پوجنے والے نہیں ہیں جو اپنے بے رحم خدا کو پکارتے پکارتے بالاخر دنیا سے چل دیا ' اور اب اسکے خون کے سوا ' جسکے کفارے میں اسکے تمام پرجاریوں کے گناہ معاف ہوگئے ہیں ' اور اُسکے اندر کچھ باقی نہیں رہا ہے ' بلکہ وہ ایک حی و قیوم اور قاہر و منتقم خدا کے پرستار ہیں ' جو انکی دعاؤں کو سنتا ' انکی اعانت و نصرت فرماتا ' حق و عدل کو کامیاب ' اور ظلم و جبر کی پاداش کیلیے ایک عدالت رکھتا ہے - انکو خدا تک پہنچانے کیلیے ' انکے خدا نے یہودیوں کے ہاتھوں اپنا خون نہیں بہایا ہے ' بلکہ جب یہودیوں کی طرح خود انکا کسی دست تظلم سے خون بہایا جاتا ہے ' تو پھر وہ اپنے خدا تک پہنچ جاتے ہیں - وہ هز آنر کی طرح صرف مسیح هی کو زندہ نہیں مانتے ' بلکہ ہر اُس مظلوم و مقتول جور و ستم کو بھی ' جسکا خون جرم بے جرمی میں بہایا گیا ہو -

بہتر تھا کہ هز آنر صرف انسانوں هی کا ذکر کرتے ' جنکی قسمت کی باگ انکے ہاتھ میں دیدی گئی ہے ' اور خدا کا نام نہ لیتے جو انکی قسمت کا بھی مالک ہے - معلوم نہیں ' هز آنر بہ حیثیت بیسویں صدی کے ایک متمدن فرزند یورپ ہونے کے ' مذہب و خدا پرستی کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں ؟ یورپ آج ایک طرف تو مادہ کے آگے سر جھکاتا ہے - دوسری طرف مسیح کی پرستش سے بھی انکاری نہیں - پہلی صورت میں تو یہ تذکرہ انکے لیے بالکل هی غیر ضروری تھا - یورپ اب بہت آگے بڑھ گیا ہے اور خدا کا خوف زمانۂ وحشت کے توہمات تھے ' جن سے بیسویں صدی کے عصر تمدن کے ایک تعلیم یافتہ دماغ کو کوئی ہراس نہونا چاہیے -

دوسری صورت میں بھی ایک مصلوب جسم کے پرستار کیلیے بہت مشکل ہے کہ وہ ان لوگوں کو خوف الہی کا وعظ سنا سکے ' جو ایک زندہ خدا کی پرستش کرتے ہیں -

ہم هز آنر کی مطلق العنان حکومت و فرماں روائی پر اس دور قانون و دستور میں صبر کرسکتے ہیں - انکو اپنے ایک واعظ اور ملا کی حیثیت بھی دیکھتے ہیں ' اگر علی گڈہ کالج میں اسکی ضرورت پیش آجاے - انکو اپنا شیخ الاسلام اور مفتی و فقیہ بھی مان لیں گے ' جیسا کہ وہ کانپور کے متعلق فتوا دے رہے ہیں - یہ سب کچھ مان لینے کیلیے طیار ہیں ' مگر خدا را " خوف الہی " کے وعظ سے تو ہمیں معاف هی رکھیں - انکی زبان سے سب کچھ سننا پڑتا ہے اور سنتے ہیں ' مگر " خدا " کا نام سنکر بے اختیار ہو جاتے ہیں - آہ ! یہی تو وہ نام محبوب و مقدس ہے ' جسکی شہادت توحید کی صدا سے کانپور کی مسجد کی ہر دیوار اور ہر اینٹ مقدس کی گئی تھی ' اور اسی نام کی عزت تھی ' جسکے لیے بالاخر فرزندان الہی کو اپنا خون دینا پڑا !

از ما بحلے ' لیک مباد ایں همہ بیداد
در حوصلۂ حلم خداوند نہ گنجد

هز آنر سے کیا کہیں کہ وہ اس لذت سے آشنا هی نہیں - ایک مسیحی قلب اس " مذہبی جنون " کی حقیقت کیا سمجھے گا ' جو ہمارے جسم کے ایک ایک قطرۂ خون کے اندر بھرا ہوا ہے - انہوں نے خدا کا نام تو سیکھ رکھا ہے ' لیکن ابھی اسکے کاموں سے بے خبر ہیں - اگر " خدا " کا تصور کوئی ڈرنے کی چیز ہوتی ' تو ۳ - اگست کا طرۂ خونین حکمرانان عہد کے تاج غرور میں نہ ہوتا -

اسکے بعد ہم کو اُس " جماعت " کے متعلق بھی غور کرنا ہے ' جس کی " سنجیدہ ذمہ داری " نے هز آنر کو اس درجہ متاثر کیا ' اور جو انکی روایت کے مطابق اس حادثۂ فاجعہ کی اصلی محرک ہے -

یہ لوگ عجیب و غریب ہیں - انکی طاقتیں حیرت انگیز اور انکے کام پر اسرار ہیں - وہ اگرچہ کانپور سے باہر ہیں ' لیکن ایسی مخفی طاقتیں رکھتے ہیں کہ ایک اشارے کے ساتھ هی سارے شہر کو جان دیدینے پر آمادہ کردیتے ہیں - انکی حکومت کروروں انسانوں کے دلوں پر قائم ہے - مسجد کے " وضو خانے " کی نسبت کانپور کے مسلمانوں کو کوئی اعتراض نہ تھا ' لیکن اس پر اسرار جماعت نے دو ہفتے کے اندر ہندوستان کی تمام اسلامی آبادی کو معترض بنا دیا اور جس چیز کو کل تک لوگ سر جیمس مسٹن کی نظر سے دیکھتے تھے ' اب اسلام کے خدا کی نظر سے دیکھنے لگے !

ہم نہایت ممنون ہیں هز آنر کے ' کہ انہوں نے سب سے پہلے ہمارے سامنے کسی ایسی سحر کار اور حکمران قلوب و ارواح جماعت کی مخبری کی ' جو کروروں مسلمانوں کے دلوں پر حکومت رکھتی ہے ' اور اسلامی آبادیاں اسکے اشارے پر جان دینے تک پر آمادہ ہوجاتی ہیں - فی الحقیقت اگر کوئی ایسی جماعت موجود ہے ' تو جہاں تک جلد ممکن ہو ' ہمیں اسکی جستجو میں نکلنا چاہیے - جن لوگوں کو خدا نے ایسی عجیب طاقتیں دی ہوں ' انکے دیکھنے کا کون مشتاق نہوگا ؟ سر جیمس مسٹن نے جہاں ضمناً مخبری کا فرض انجام دیا ہے ' وہاں اگر از راہ رہنمائی پوری ہمیں اُن تک پہنچا بھی دیں ' تو یہ احسان عظیم ہوگا :

ڈھونڈہ لاتے تمہیں اُس بت کو خدا را اے شیخ
تم خدا ترس تھے ' اک کام ہمارا کرتے !

مسلمان همیشه سے رو رہے هیں که اُن میں باهم اتفاق نہیں کوئي متفق علیه لیڈر نہیں - کسي قسم کا آرگنائزیشن نہیں - انکي حالت ایک بے سري فوج کي سي هو رهي هے ' جسکا مستر تالار جیسا کوئي سپه سالار نہو -

لیکن سر جیمس مستن بہادر کي روایت اگر بغیر جرح کے تسلیم کر لي جاے (اور ظاهر هے که تسلیم کرني هي پڑیگي - یه کچهه "مذهبي جنون" کے دیوانے یعني مسلمانوں کي گردن تو هے نہیں ' جو مجروح هونے کیلیے هو) تو اس صورت میں همیں اپني سالها سال کي مایوسیوں میں یک قلم تبدیلي کردیني پڑیگي - وه کہتے هیں که ایک جماعت کسي "محفوظ" مقام پر (جو هز آنر کے دماغ مبارک کے محفوظ حجرۂ تخیل کے علاوہ یقیناً کوئي دوسري جگه هے) موجود هے - جسکو یه قوت حاصل هے که کانپور میں جوش نه تها ' اُس نے جوش پیدا کردیا - یہاں کے لوگ ساکت و صامت تھے ' انہوں نے انکو زبان دراز و فغان سنج بنا دیا - وہ اپني مسجد کے مطلوبه حصے کو مسجد نہیں سمجھتے تھے ' مگر انکے حکم سے مسجد یقین کرکے جان دینے پر آمادہ هوگئے - پھر اتنا هي نہیں ' بلکه تمام هندوستان کے مسلمانوں کے دل اس طرح انکي مٹھي میں هیں که به یک اشارہ ساحرانه و طلسمانه ' سب کے سب انھي کي سي کہنے لگے اور مسجد! مسجد! کا هر طرف شور مچ گیا!

سبحان الله! اگر تمام مسلمانوں پر ایسی طاقت رکھنے والے موجود هیں تو همیں اپنی پراگندگی اور نا اتفاقي پر افسوس کرنے کي جگه ' یقیناً هز آنر کي رهنمائي میں انکي تلاش کرني چاهیے - هز آنر بوجه اپنی رعایا نواز و رحیم و شفیق طبیعت کے اس جماعت سے خوش نہیں ' که اسکے احکام کي بدولت سپه سالار پولیس کو بحکم فرماں رواے کانپور ' چهه سو پچیس کارتوس صرف کرنے پڑے - اور اس طرح علاوہ چند جانوں کے نقصان کے ' گورنمنت هند کے فوجي ذخیرہ کا بھي نقصان هوا ' لیکن تا هم اگر اس جماعت کا همیں پته لگ جاے ' تو هم کسي نه کسي طرح هز آنر سے اسکي صفائي کرا دیں گے - هم انسے عرض کرینگے که نفع کثیر کے مقابلے میں نقصان قلیل کو نظر انداز کرجائیے - ایک ایسي طاقتور اور حاکم کل جماعت کے پیدا هونے سے آپکي سات کروڑ رعایا اپني تلاش قدیم میں کامیاب هوتي هے - اُسکا بکھرا هوا شیرازہ جمع هو جاتا هے ' اسکے تمام قومي اور دیني امراض کا علاج اصلي هاتهه آجاتا هے - صاحب نفوذ و اثر پیشواؤں کے بغیر کوئي قوم زنده نہیں رهسکتي - پس اسطرح کروڑوں انسانوں کو موت کے بعد زندگي نصیب هوتي هے - "رفاه عام کے کاموں" کیلیے جب مسجد کا ایک حصه لیا جاسکتا هے ' کیونکه عامۂ خلائق کے نفع کثیر کے مقابلے میں ایک مخصوص جماعت کے نقصان قلیل کي پروا نہیں کي جاسکتي ' تو پھر همیشه کیلیے ایک قوم کي زندگي کے مقابلے میں مسجد کانپور کے صرف ایک هي واقعه کي پروا نہیں کرني چاهیے -

بہر حال کسي نه کسي طرح سر جیمس مستن میں اور آنمیں صفائي هو هي جاے گي ' لیکن هم انکے اشتیاق میں بے چین ' اور انکے دیدار کیلیے مضطرب هیں - کاش کسي طرح انکا کچھه نشان و سراغ مل جاے - مشکل یه هے که اس آسمان کے نیچے سر جیمس مستن کے سوا اور کسي ذي روح کو انکي نسبت معلومات نہیں ' اور جب تک وہ رهنمائي کیلیے آمادہ نہوں ' کچهه نہیں هو سکتا -

لکھنؤ میں مسجد کانپور کیلیے لا حاصل ڈیپوٹیشن نے اپنا وقت ضائع کیا - اسکي جگه اگر اس جماعت کي سراغرساني کیلیے التماس پیش کي جاتي ' تو عجب نہیں که هم اپني ایک قدیمي جستجو کي کامیابي کو اپنے سے قریب پاتے -

هز آنر کو اس خون کي بڑي فکر هے وہ کس کا دامن اس سے تر کیا جاے؟ کبھي انکو مسلمانوں کا مذهبي جنون یاد آتا هے - کبھي کانپور سے باهر کچھه پر اسرار لوگ نظر آجاتے هیں ' جنکو ایسي عظیم الشان قوتیں حاصل هیں که باوجود کانپور کي بے حسي اور رضا و سکوت کے ' ایک اشارے پر لوگوں کو میدان جنگ میں لا کھڑا کرتے هیں!

لیکن اگر انہیں صرف اس خون کے بوجهه هي کیلیے کسي دوسرے کاندھے کي تلاش هے تو اسکے لیے اس زحمت فرمائي کي ضرورت نہیں - نه تو وہ مسلمانوں کے مذهبی جنون کی جستجو میں نکلیں اور نه کسی "باهر کی" ایسی عجیب انقلابی طاقت والی جماعت سے خوف زدہ هوں - مسلمانوں کا خون اتنا قیمتی نہیں هے که اسکے لیے اتنی پریشانی اٹھائي جاے - وہ صاف صاف کیوں نه کہدیں که اسکی ساري ذمه داري خود مسلمانوں کے موجودہ عهد خونیں پر هے؟ طرابلس میں هزاروں مسلمانوں کا خون بہا ' کیا هوا؟ مقدونیا میں هزاروں لاشیں تڑپیں ' پھر کونسي قیامت آگئي؟ جب خود زمانه انکا خون بہانے پر تلا هوا هے ' تو هندوستان نے کیا قصور کیا تها که اسکي زمین چند قطروں سے بھي محروم رهتي؟ اسمیں نه سر جیمس مستن کا قصور هے ' اور نه انکے الزام سے انهیں گھبرانے کي ضرورت:

چه لازم ست که بد نام قتل ما باشي؟
ستارۂ و فلک و بخت و روزگارے هست!

هز آنر فرماتے هیں:

"سب سے زیادہ میں اُن لوگوں کي سنجیدہ ذمه داري سے متاثر هوا جو خود تو دور اور محفوظ هیں مگر جنهوں نے اپني تقریروں اور تحریروں سے ایک جاهل جماعت کے جذبات کو مشتعل کر دیا اور جن پر خدا اور انسان کي نظروں میں یکساں بہت سا بے ضرورت خون بہانے اور مصیبت لانیکا گناہ عائد هوتا هے - میري دعا هے که آگرہ کو ایسي المناک مصیبت کا کبھي سامنا کرنا نه پڑے"

لیکن یهي مضمون ایک دوسرے سیاح کانپور کي زباني ان لفظوں میں بھي بیان کیا جا سکتا هے ' اور ایک هز آنر کے مقابلے میں سات کروڑ انکھوں کا مشاهده یهي هوگا:

"ان ساري جانفرسا مصیبتوں ' ان انسانیت سوز بے رحمیوں ' اس سفک دماء اور قتل اطفال ' اس نهب و سلب اور قهر و جبر ' بندوقوں کے طوفان اور سنگینوں کي سفا کي ' صدها اشک هاے حسرت اور ناله هاے جانکاه ' غرضکه ۳ - اگست کے تمام انساني مصائب و هلاکت کي ذمه داري ' عند الله اور عند الناس ' صرف لوگوں پر عائد هوتي هے ' جنهوں نے حکومت کے بلند اور محفوظ تخت پر بیٹھکر مظلوموں کي داد فریاد سے بے رحمانه اغماض کیا - انکے جوش کو بے اصل ' انکے احتجاج کو مصنوعي ' اور انکے قانوني مطالبه کو بے معني بتلایا - تاج برطانیه کي عزت ' اور حکومت کي مذهبي آزادي کي روایات بھول گئے ' اور انهوں نے باوجود فرض انصاف ' فرصت ' اور حق کے ' وہ نہیں کیا ' جس کو کرکے ان تمام خونیں مصائب کو یک قلم روک دے سکتے تھے - اور بالاخر انکا حاکمانه گھمنڈ اور بے نیازانه اغماض ' جو پہلے اخباروں کے صفحوں پر حرفوں کي سیاہ پوشي ' اور صحن هاے مجالس میں آہ و فغاں کے دھوین کي صورت میں موجود تها ' مظلوموں کے خون کا سیلاب بنکر مسجد کانپور کي منهدم دیوار پر سے گذر گیا!!

گیرم که وقت ذبح طپیدن گناہ من
دیدن هلاک و رحم نه کردن گناه کیست؟

هم سب کي داي دعا یه هے که خدا هندوستان کے اور صوبوں کو ایسے حکام کي مصیبت سے محفوظ رکھے"

شذرات

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

۱۷ - مئی کو ادارۂ الہلال نے اسکی نسبت اعلان کیا تھا اور ۳۱ - جون تک کی قید لگائی تھی - پھر بعض حضرات کی تحریک پر ۳۱ - جولائی تک میعاد بڑھا دی گئی - ہم نے چار ہزار خریدارون کی قیمت پیش کرنے کا ارادہ کیا تھا ' اور ہم خوش ہیں کہ وہ علیم و خبیر جو نیتوں کو دیکھتا ہے ' ہمیں اسکے ثواب سے محروم نہ رکھے گا - تاہم نہایت درد و افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ قوم کی طرف سے اس ارادے کی تکمیل میں ہمیں جو مدد دی جاسکتی تھی ' نہیں دی گئی - اس مد میں ۳۱ اگست تک کل ۴۷۳ خریدار ہوے اور اسکے بعد بھی چند درخواستیں اسکے متعلق آگئیں جو شامل کردی گئیں - اس طرح پورے ۵۰۰ خریداروں کی تعداد بمشکل پوری ہوئی -

۵۰۰ - خریداروں کی رقم چار ہزار ہوئی ' حالانکہ خداے علیم واقف ہے کہ وقت کے جوش اور چند متبرک گھڑیوں کے اثر نے ہمارے دل میں تیس ہزار کی رقم پیش کرنے کا ولولہ پیدا کردیا تھا - اور اگر لوگ ہمارا ساتھہ دیتے تو اسکی مدد و نصرت سے ہمارے قدم کبھی پیچھے نہ ہٹتے ' اور چار ہزار پرچے مفت تقسیم کرکے ایک بہت بڑی سعادت دینی حاصل کرنے کا ہمیں اور معاونین الہلال کو موقعہ ملتا -

البتہ قارئین الہلال کے نہایت شکرگذار ہیں کہ علاوہ اس سلسلے کے انہوں نے اپنے عطیات سے بھی اس فہرست کی مدد کی ' اور اس طرح ایک اچھی رقم اور بھی فراہم ہوگئی - ہم کو اس بارے میں بہت کچھہ عرض کرنا ہے اور بوقت فرصت عرض کرینگے -

سردست صرف اس رقم کا حساب درج کردیتے ہیں -

۵۰۰ - خریداران جدید " الہلال "	۴۰۰۰
عطیات ارباب کرم و معاونین الہلال	۱۲ ' ۱ ' ۹
بعض رقوم فہرست سابق کہ اسی مد کے متعلق بھیجی گئی تھیں -	۱ ' ۵۳
میزان کل	۱۳ ' ۲ ' ۶۵

ہم نے حسب اعلان ۸ - آنے کی رقم بھی وضع نہ کی - اس رقم میں سے ۱۵ - جولائی کو ۳ - سو پاونڈ روانہ کیے گئے - اور باقی رقم ایک خاص خیال سے نہ بھیجی - لیکن چونکہ پھر اسکا کوئی انتظام نہو سکا - اسلیے موجودہ وزارت کی طلب اعانت کی اپیل ' اور قبضۂ ادرنہ کے بعد متعدد تاروں کے آنے پر ' ۱۸ اگست کو ۵ - سو پاونڈ اور روانہ کردیے گئے -

روپیہ کی ترسیل میں ہم نے کسی قدر دیر کی - لیکن اسکے وجوہ و اسباب تھے ' اور اب کہ وقت گذر چکا ہے ' انکی تشریح بے سود ہے -

بترسیل ۱۵ - جولائی	۴ ' ۵۰۰
" ۱۸ - اگست	۷ ' ۵۰۰
میزان کل رقم مرسولہ	۱۲۰۰۰
رقم مجموعی اصلی	۱۳ ' ۲ ' ۶۵
باقی	۱ ' ۲ ' ۶۵

جو کچھہ ہوا ' اسکے لیے بھی احباب و معاونین کرام کے کمال متشکر و ممنون ہیں - پھر بھی اللہ تعالی نے توفیق عطا فرمائی کہ الہلال کے پانچ سو پرچے اخوان ملت کے مطالعہ سے سال بھر تک گذرینگے ' اور ۱۳ - ہزار سے زائد روپیہ مصیبت زدگان کے لیے فراہم بھی ہوگیا -

ربنا تقبل منا ' انک انت السمیع العلیم - و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین -

ہفتۂ جنگ

رفتار سیاست

بلغاریا اور دولۃ علیہ کے بلا واسطہ مذاکرات جاری ہیں - اس ہفتے بھی کسی معاملے کے فیصلے کی نسبت کوئی خبر نہیں آئی - سوا اسکے کہ باہمی گفتگو کا انداز مصالحانہ اور امید افزا ہے ' اور اظہار مودت و صلح خواہی میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے - ترکی نے ایک بلغاری بٹالین کو جو قید کردی گئی تھی ' اظہار صلح پسندی میں رہا بھی کر دیا ہے -

یورپ کے بے امان " دلال صلح " کو خریداروں کی یہ بلا واسطہ صحبت بے طرح کھٹک رہی ہے ' اور انگریزی پریس بلغاریا کو مخاطب کرکے اپنے مواعظ و نصائح کی بخشش میں نہایت فیاضی کر رہا ہے !

ریوٹر ایجنسی کا لٹریچر یورپ کی سیاست کا رخ معلوم کرنے کیلیے سب سے زیادہ صاف اور آسان و سہل آلہ ہے - موسمی تغیرات کے معلوم کرنے کے آلات جس طرح کسی ادنی تغیر کے پیش آنے کے ساتھہ ہی بولنے لگتے ہیں ' بعینہ اسی طرح ریوٹر کی خبر رسانی کا آلہ سیاسی مطامع و آرا کے موسمی تغیرات معلوم کرنے کا نہایت سچا ' سریع الاثر ' صادق الروایۃ ' اور بے خطا ذریعہ ہے - اگر ایک شخص روزانہ اخبارات کی جگہ ایجنسی سے صرف خبریں ہی منگواتا رہے ' تو وہ بھی یورپ کی سیاست کے متعلق ویسی ہی اطلاعات رکھہ سکتا ہے ' جیسی کہ ٹائمز ' تان ' اور نور وریمیا کا مطالعہ کرنے والا !

۱۱ - ستمبر کی صبح کی تقسیم میں لندن سے ریوٹر نے خبر دی :

" بموجب اطلاعات سوفیا ' گفتگوے مصالحت کے متعلق امیدیں ضعیف ہورہی ہیں - سیاسی حلقوں میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اگر ترکی اپنے مفرط مطالبات پر مصر رہی ' تو بلغاریا گفتگوے صلح کو بند کردیگی - عام یقین یہ ہے کہ دول یورپ ایسی صورت میں اپنا رسوخ و اثر ضرور استعمال میں لائیں گی ' تا کہ باب عالی کو ترغیب دیں کہ قابل قبول مطالبات پیش کرے "

اسکا منشا یہی تھا کہ یورپ کو بالاخر مداخلت کرنے پڑیگی -

لیکن ابھی اس تار کے مطالعہ سے فارغ بھی نہ ہوے تھے کہ دوپہر کو قسطنطنیہ کا دوسرا تار پہنچا :

" ترکی اور بلغاریا میں گفتگوے مصالحت نہایت دوستانہ انداز میں ہورہی ہے - گمان غالب یہ ہے کہ آج کے اجلاس میں آخری فیصلہ ہوجایگا - مختلف قوموں کا سوال تو ۹ - ستمبر ہی کو اصولاً طے پاگیا " !!

معلوم ہوتا ہے کہ مسائل کی اہمیت سے گفتگو بڑھتی جاتی ہے - ایڈریانوپل کے متعلق تو بلغاریا نے ترکی کے مطالبے کو صاف صاف مان ہی لیا ہے - البتہ کہتی ہے کہ اسکے ارد گرد صرف ۲۰ - کیلومیٹر زمین لے لی جاے - (قرق کلیسا) کی نسبت گفتگو ہورہی ہے - کہا جاتا ہے کہ (مصطفے پاشا) کی نسبت بلغاریا کو اصرار ہے -

بہر حال خواہ کچھہ ہو ' مگر حالات بدل گئے ' اور (مسٹر ایسکویتھہ) کے دامن میں " ثمرات فتح " کے جو بے شمار خوشے تھے ' اب " فتح مندوں " کو ملنا مشکل ہے !

لندن کی صلح کانفرنس نے جو نقشۂ حدود و خطوط سرحد کھینچا تھا ' اور جو شرائط صلح تصنیف کی تھیں ' اب وہ خواب و خیال سے زیادہ نہیں - والامر للہ العلی العظیم !

دهلـــي ميـــں غـــدر

سے پہلے تیموری تاجدار اور اسکے خاندان کي کيا شان تھي - اور غدر کے بعد کيا ہو گئي - پھولوں کي سيج پر سونے والي شہزادیاں ظالم و ستم کے کانٹوں پر کیونکر سوئیں - انکے معصوم بچوں نے کس کس کے طمانچے کھائے بہادر شاہ غازي اور انکے بال بچوں پر کیسي کیسي بپتائیں پڑیں - شہنشاہ هند کے بیٹوں اور نواسوں نے دهلي کے بازاروں میں کسطرح بھیک مانگي - اسکے سچے اور چشم دید قصے مضامین خواجه حسن نظامي میں بکثرت جمع کیے گئے هیں - یہ مجموعه ڈھائي سو صفحه کا هے - جسمیں مضامین غدر کے علاوہ اور بھي بہت سے دلچسپ مضمون خواجه حسن نظامي کے هیں - قیمت صرف ایک روپیه -

---

اگر هندوستان میں انگریزی چراغ گل هو جائے

خدا نخواسته حکومت کا نہیں بلکه انگریزوں کي پھیلائي هوئي نئي روشن کا چراغ اگر گل هوجائے اور اهل هند اپنے قدیمي تمدن اور پراني روشني کے اصول کو اختیار کر لیں تو اسوقت نئي روشني کي بولتي هوئي تاریخ لسان العصر اکبر اله آبادي کے کلام میں جوں کي توں مل جائیگي - کلیات اکبر کا یہ لا جواب مجموعه دو حصوں میں همارے هاں موجود هے - قیمت تین روپیه آٹھ آنے -

---

محدث گنگوهي کي گرفتـــاري

عارف و فاضل حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوهي رحمة الله علیه غدر کے زمانه میں کیونکر گرفتار هوئے اور آنپر کیا کیا گزري اسکا ذکر انکي نئي سوانح عمري میں هے - یہ کتاب نہیں هے حقائق و معارف کا عظیم الشان خزانه هے - با تصویر دونوں حصے معه محصول ۲ روپیه آٹھ آنه - اسرار مخفي بھید - ۴ آنه ترکي فتح کی پیشین گوئیاں قیمت دو پیسه - دل کي مراد قیمت ۱۰ آنه - سولہ کي عیدیں قیمت ۲ آنه

یہ سب کتابیں دفتر حلقه نظام المشائخ دهلي سے منگائیے -

صرف ۳ روپیه بارہ انه میں دو عمدہ گھڑیاں

غضب کي رعایت

اصلي کیلس لیور واچ

گھڑي کے شائقین ! یہ زرین موقع ہاتھ سے نجانے دیں کیونکه تمام گھڑیونکي قیمت میں ایسي عظیم الشان رعایت آیندہ نه کرسکیں گے اسوقت تین روپیه بارہ آنـه میں دو نہایت اعلی درجے کي قیمتي گھڑیاں آپ کے نـذر کیجـاتي هیں - یہ معمولي بازاري گھڑیاں نہیں هیں - آپ خود فرمائیں - انمیں ایک تو اصلي کیلس لیور جیبي گھڑي هے جسکي گارنٹي پانچ سال اور ۳۶ گھنٹه کي کوک هے - اور اسکے ساتھ ایک فیشن ایبل چین بھي دي جاتي هے -

بیش بہا موقعه

نیو فیشن بي ٹائم پیس

دوسري چھوٹي بي ٹائم پیس هے جوکه پائداري لحاظ سے تمام دنیا میں مشہور هے - آپ یقین کریں که یہ سودا چہارم قیمت میں آپ کو ملتا هے - همارے اسٹاک میں گھڑیاں بہت بڑي تعداد میں موجود هیں اور همکو تین ماہ کے اندر گودام خالي کرنا هے - جلد خرید یے اور اپنے دوستوں کو اس خبر سے مستفید کیجیے -

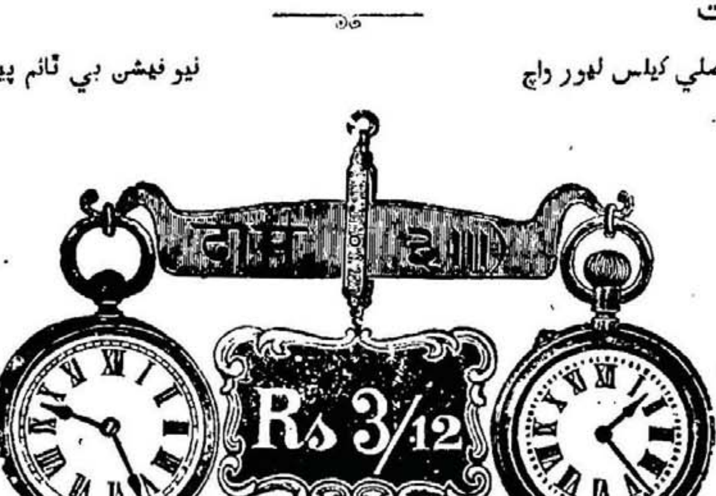

ایک گھڑي آپ کي جیب کي زینت بڑھائیگي دوسري میز یا طاق میں رکھیے - قیمت کل تین روپیه بارہ آنه محصول ڈاک چار آنه -

ملنے کا پته - برج باسي لال ویش ناولٹي ایجنسي نمبر ۲۲۷ بلدیو بلڈنگس جھانسي

Brij Bssilal Vaish Novelty Agency 227 Baldeo Building Jhausi U. P.

الہلال

۱۰ شوال ۱۳۳۱

فتح قسطنطنیه

عزل و نصب

غلبت الروم في ادني الارض (۱)

۸۰۰

دو تصویریں

آجکي اشاعت کے ساتھه دو تاریخي مرقع صفحۂ تصاویر خاص پر شائع کیے جاتے هیں - بظاهر دیکھیے تو زمانۂ قدیم کے ایک معرکۂ انقلاب کي تصویریں هیں ' مگر غور کیجیے تو عبرت و بصیرت کا ایک پیام منقوش اور خطبۂ مصورہ ہے ' جو انقلاب امم کے افسانۂ غیر مختتم کا دفتر آپکے سامنے کھول دیتا ہے !

مسلمانوں کي خلافت و نیابت الهي ' اور وعدۂ رباني کے ظهور و تکمیل کے صدها مرقعات میں سے یه بهي ایک مرقع عبرت ہے -

* * *

دنیا کو شعرا و صوفیا نے عموماً کسي کاروانسرا یا مسافر خانے سے تشبیه دي ہے - بعضوں نے اِسے ایک پل قرار دیا ہے جو رهنے کیلیے نہیں بلکه صرف ایک بار گذر جانے کیلیے ہے - حکومتوں اور قوموں کے عروج و زوال ' اور ایاب و ذهاب پر نظر ڈالیے ' تو یه تشبیه بالکل صحیح ہے - اس کاروانسراے ارضي میں حکمراني و تاجداري کے مسافر یکے بعد دیگرے آتے هیں اور جاتے هیں - اپني اپني باري سے هر قوم تاج حکومت پهنتي اور تخت اقبال پر متمکن هوتي ہے - پهر قانون انقلاب فیصله صادر کرتا ہے اور کسي دوسرے کیلیے جگه خالي کر کے راهي فنا و تنزل هوجاتي هیں :

یکے همي رود و دیگرے همي آید

انقلاب امم

قران کریم نے اسي حقیقت کي طرف یه کهکر اشارہ کیا ہے که :

و تلك الایام نداولها بین الناس !

دوسري جگه زیادہ تصریح کي که :

و ما اهلکنا من قریة الا و لها کتاب معلوم - ما تسبق من امة اجلها و ما یستاخرون (۱۵ : ۵)

اور هم نے کبهي کسي انساني آبادي غارت نہیں کي مگر اسکي تباهي کیلیے ایک میعاد مقررہ پہلے سے لکهي هوئي تهي' کوئي قوم نه اپنے زوال و فنا کے مقررہ وقت سے آگے بڑھ سکتي ہے اور نه پیچهے رہ سکتي ہے - جو وقت اسکے لیے مقرر ہے ' ضرور ہے که اسي وقت وہ دوسروں کیلیے جگه خالي کردے !"

قانون انقلاب

لیکن وہ قانون انقلاب امم ' اور اجل مقدرۂ الهي کیا ہے ؟ اسکا جواب خود قران کریم نے بار بار اور به اعادہ و تکرار دیا ہے :

ذالك بان الله لم یك مغیراً نعمة انعمها علی قوم حتی یغیروا ما بانفسهم' و ان الله سمیع علیم ۔ (۸ : ۵۵)

" یه انقلاب حالت اسلیے هوا که یه الله کا قانون ہے - وہ کسي قوم کو نعمت تاج و تخت اور عظمت و جبروت دیکر پهر اسکو نہیں بدلتا ' جب تک که وہ قوم خود اپني صالحیت کو بدل نه ڈالے اور بیشک وہ سمیع و علیم ہے "

دوسري جگه فرمایا :

فسیروا في الارض فنظروا کیف کان عاقبة المکذبین ؟ (۳ : ۱۳۱)

" تم سے پہلے بهي اس دنیا میں بہت سے انقلابات و حوادث گذر چکے هیں - پس زمین کي سیاحت کرو اور دیکهو که جن قوموں نے اپنے اعمال سے احکام الهي کو جهٹلایا ' انکا کیا نتیجه نکلا ؟ "

ایک اور موقعه پر فرمایا :

و ما کنا مهلك القری الا و اهلها ظالمون - (۲۸ : ۶۰)

" اور هم انساني بستیوں کو کبهي تباہ و هلاک نہیں کرتے ' مگر صرف اس حالت میں که وہ لوگ قوانین و احکام الهي سے سرتابي کرتے هیں "

سورۂ (هود) میں کہا :

و ما کان ربك لیهلك القری بظلم و اهلها مصلحون (۱۱ : ۱۱۹)

" اور تمهارا پروردگار ایسا بے انصاف نہیں ہے که کسي آبادي کو ناحق برباد کردے اور وهاں کے لوگ خوش اعمال اور نیکو کار هوں "

اسکے علاوہ اور بہت سے مقامات میں اس طرف اشارہ کیا ہے - پس یهي وہ قانون الهی ہے ' جسکے بموجب قوموں اور ملکوں کے انقلابات هوتے رهتے هیں - دنیا خدا کا ایک گله ہے - اور وہ نوبت به نوبت مختلف قوموں کو اپني نیابت دیکر بهیجتا ہے تاکه اس گلے کي حفاظت کریں -

کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته (الحدیث)

تم سب کي حیثیت کسي گلے کے چرواهے کي سي ہے ' اور هر چرواها اپنے گلے کي حالت کا ذمه دار اور مسئول هوتا ہے -

جو قوم اس فرض الهی کو ادا کرتي ہے ' تاج اقبال اور سریر عظمت پر اسکا قبضه رهتا ہے - لیکن جب احکام الهیه کي سرکشي اور نافرماني میں مبتلا هوجاتي ہے ' تو خدا اپني دنیا کو حکم دیدیتا ہے که اسکي فرمان برداري سے سرکش و متمرد هو جاے - جو شخص اپنے حاکم کا مطیع نہیں' اُسے کیا حق ہے که اسکے ماتحت اُسکي اطاعت کریں ؟ ولکل درجات مما عملوا ' و ما ربك بغافل عما یعملون (۲ :)

پهر اُس قوم کا دور اقبال ختم ' اور افتاب حیات غروب هو جاتا ہے ' اور حکمة الهیه کسي دوسري قوم کو بهیج دیتي ہے ' تا اسکے گلے کي حفاظت کرے ' اور اسکے آگے جهک کر تمام انسانوں کو اپنے آگے جهکاے :

و ربك الغني ذوالرحمة ' تمهارا پروردگار بے نیاز و رحمت فرما

(۱) یه آیة کریمه نظم: قسطنطنیه کا مادۂ تاریخ ہے " في ادنی الارض " سے ۸۰۰ - کا ترجمه کیا گیا ہے - کیونکه " ارض " کا " ادنی (ض) ہے اور اسکے عدد ۸۰۰ هیں -

ان یشا یذہبکم و یستخلف من بعدکم ما یشاء، کما انشاکم من ذریۃ قوم آخرین!

ہے - اگر چاہے تو تم کو چھوڑ دے اور تمہارے بعد جس قوم کو چاہے تمہارا جانشین بنا دے، جیسا کہ دوسری قوموں کی نسل سے تم کو پیدا کرچکا ہے۔

ایک اور مقام پر صاف تصریح کردی کہ اسکی نظر اعمال صالحہ پر ہے - اگر تم سرکشی کروگے تو وہ تم سے اپنا رشتہ کاٹ لیگا اور تمہاری جگہہ کسی دوسری قوم کو عزت و حکمرانی کا وارث بنا دیگا :

یا ایہا الناس! انتم الفقراء الی اللہ واللہ ہو الغنی الحمید - ان یشا یذہبکم و یات بخلق جدید و ما ذلک علی اللہ بعزیز (۳۵: ۱۶)

اے لوگو! تم اللہ کے فضل کے محتاج ہو - اللہ تو غنی و حمید ہے - وہ اگر چاہے تو تم کو ہٹا دے اور تمہاری جگہ کسی نئی مخلوقات کو لا کھڑا کرے، اور ایسا کرنا اللہ کیلیے کچھہ مشکل نہیں!

اس قانون کی بنا پر آغاز عالم سے کتنی قومیں خدا کی زمین کی وارث ہوئیں اور پھر دوسروں کیلیے جگہ چھوڑ کر خود ظلمت گمنامی میں چھپ گئیں؟ یہی قانون الہی تھا، جس نے بنی اسرائیل کی عظمت و جبروت کا مسلمانوں کو جانشین اور وارث بنایا، اور داؤد (ع) کے ہیکل میں جو کچھہ تھا، وہ ابراہیم (ع) کی قربانگاہ کو نصیب ہوا، تاکہ آزمایا جاے کہ مسلمان اس امانت کی کیونکر حفاظت کرتے ہیں؟

ثم جعلناکم خلائف فی الارض لننظر من بعدہم کیف تعملون؟ (۱۰: ۱۵)

پھر بنی اسرائیل کے بعد ہم نے تم کو زمین کی خلافت عطا کی، تاکہ دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں؟"

ظہور و تکمیل وعدۂ الہی

اس وعدۂ الہی کا ظہور دنیا کے گوشے گوشے میں ہوا - تیرہ سو برس کے اندر صدہا تخت بچھے اور الٹے - کتنی سلطنتیں قائم ہوئیں اور مٹیں - لیکن اس کارواں سراے اقبال کا آخری قافلہ وہ تھا، جو سنہ ۶۸۷ - میں وسط ایشیا سے چلا اور بالاخر سنہ ۱۴۵۳ - میں یونانی اور رومانی عظمت کے مدفن، یعنی قسطنطنیہ میں پہنچکر مقیم ہوگیا - یہ بھی انقلاب آباد عالم کا ایک عجیب و غریب تماشا، اور اس قانون الہی کی ایک عبرت انگیز تعمیل تھی، جب بیزنطانی حکومت کا مغرور تاج عین اپنی عظمت گاہ کے دروازے پر قسطنطین دریگا سیس (آخری فرماں رواے قسطنطنیہ) کے سر سے اتارا گیا تھا، اور (محمد فاتح) کے سر پر رکھا گیا تھا - پہلا سر خدا کے آگے مغرور تھا، اسلیے اسکی زمین پر بھی ذلت کے ساتھہ ٹھکرایا گیا - دوسرا اسکے سامنے سربسجود تھا، اسلیے اسکی زمین پر بھی سربلند و مغرور ہوا - وہ جب ۱۴ - مئی سنہ ۱۴۵۳ - کو (سینٹ رومانس) کے عظیم الشان پھاٹک سے شہر میں داخل ہوا تو اپنے گھوڑے کی پشت پر سجدۂ عبودیت میں جھکا ہوا تھا!

فتح قسطنطنیہ

اس مرقع میں دو تصویریں ہیں - پہلی تصویر فتح قسطنطنیہ کا آخری معرکہ ہے، جب دروازۂ شہر کی دیوار پر یونانی و رومانی عظمت کی الوداع تھی، اور چند گھنٹوں کے بعد اس انقلاب کی گھڑیاں پوری ہوجانے والی تھیں، جو (سینٹ سوفیا) کے مسیحی معبد کو خداے واحد کی پرستش گاہ کی صورت میں بدل دینے والا تھا -

دوسری تصویر (سلطان محمد فاتح) کے اولین داخلۂ شہر کی ہے، جس نے (سینٹ سوفیا) کے دروازے کے سامنے پہنچکر اپنی سواری روک لی تھی - کیونکہ اسکے اندر شہر کی بقیہ آبادی ہوکر (مریم) کے خاموش بت کے آگے چیخ رہی تھی، تاکہ وہ انکی سن لے اور اپنے آسمانی فرشتے کو انکی مدد کیلیے بھیج دے -

لیکن (مریم) کا مسکین بت بدستور چپ رہا، کیونکہ وہ پرستاران حی و قیوم کے نیزوں سے خود بھی محفوظ نہ تھا -

جسطرح کہ اسکا بیٹا پہلا طرس کی عدالت سے بچنے اپنے باپ کے سامنے بہت گڑگڑایا تھا کہ " ایلی ایلی لما سبقتنی خدایا! میرے منہہ سے موت کے پیالے کو ہٹالے! (مرقس ۱۴: ۳۶) لیکن بالاخر وہ نہ ہٹا اور رومی سپاہیوں نے اسکی ہتیلیوں میں میخیں ٹھونک کر صلیب پر چڑھا دیا!

اسی طرح آج اسکی ماں بھی بے بس تھی - وہ جو اپنے بیٹے کو نہ بچا سکا، اپنے بیٹے کے پرستاروں کی مدد سے بھی غافل ہوگیا - عین اس وقت، جبکہ وہ اسمانی فرشتے کیلیے چشم براہ تھے، دروازہ ٹوٹا اور فاتحوں کی مہیب صورتیں انکی طرف بڑھتی ہوئی نظر آئیں! جن میں سب سے آگے نوجوان (سلطان محمد) تھا -

وہ آسمان کا فرشتہ نہ تھا، مگر زمین کا ایک رحم دل فرزند ضرور تھا - اور آسمان کے فرشتوں نے نہیں بلکہ ہمیشہ زمین کے فرشتہ خصلت انسانوں ہی نے زمین پر کام کیا ہے!!

اس نے آتے ہی تمام باشندگان شہر کو امان دیدی - اسکے رحم و انصاف کا سخت سے سخت متعصب مسیحی مورخوں کو بھی اعتراف کرنا پڑا ہے -

توصیۂ عبرت

غرضکہ یہ تصویریں قومی عروج و زوال، ایاب و ذہاب، اور عزل و نصب الہی کا ایک عبرت انگیز مرقع ہیں، جنمیں ایک قوم عظمت وکمال کی متاع تاراج کرکے اپنے سریر فرماں روائی سے رخصت ہو رہی ہے، اور شہر کے دروازے پر جو کچھہ ہو رہا ہے، یہ گویا جانے والے قافلے کا الوداعی نظارہ ہے، جہاں حسرت و نامرادی اسکی مشایعت کیلیے موجود ہیں!

دوسرا مرقع فتح یابی و فیروز مندی کا نیا قافلہ ہے جو انہی راہوں سے گذر کر شہر میں داخل ہو رہا ہے، جہاں سے کچھہ دیر پہلے اسکے پیشرو نکل چکے ہیں، اور پچھلے قافلے کی خونیں نشانیاں جا بجا ابھی باقی ہیں!

لتفتحن القسطنطنیہ

ساڑھے چار سو برس گذر گئے، مگر اب تک یہ قافلہ یہیں مقیم ہے - انقلاب و تغیرات کے کتنے ہی اوراق تھے جنکو دست حوادث نے الٹا، مگر یہ مرقع ایاب و ذہاب امم، ابتک بدستور انظار عالم کے سامنے توصیۂ عبرت و بصیرت کیلیے موجود ہے!!

امام (احمد) نے مسند میں ایک حدیث روایت کی ہے :

لتفتحن القسطنطنیہ، ولنعم الامیر امیرہا، ولنعم الجیش جیشہا! (الحدیث)

قسطنطنیہ فتح کیا جائیگا - کیا اچھا وہ امیر ہے جو اس فوج کا امیر ہو، اور کیا اچھی ہے وہ فوج جو اس فتح عظیم کو حاصل کرے!

پہلی صدی ہی سے قسطنطنیہ پر اسلامی فوجکشی شروع ہوگئی تھی - امیر معاویہ کے عہد میں اسی کی دیواروں کے نیچے حضرت ابو ایوب انصاری نے راہ جہاد میں جام شہادت پیا، اور اپنے بعد آنے والے مجاہدین اسلام کے استقبال کیلیے وہیں رہگئے - بالاخر آٹھویں صدی میں (سلطان محمد فاتح) کے ہاتھوں یہ پیشین گوئی پوری ہوئی، اور ابتک اسکی صداقت غیر متغیر ہے!

یونانی نبوت

فتح قسطنطنیہ کے زمانے میں ایک عجیب یونانی پیشین گوئی شہر میں پھیل گئی تھی - مشہور (گبن) نے اسکو نقل کیا ہے - نادان مفتوحوں کو یقین تھا کہ ترک شہر پر قابض ہو جائیں گے - لیکن جب وہ (سینٹ ایا صوفیا) کے میدان میں پہنچیں گے تو ایک تلوار بکف فرشتۂ غیبی اتریگا ' اور انکو قتل کرتا ہوا سرحد ایران تک بھگا دیگا !

رومیوں کو اسقدر یہاں تک یقین تھا کہ فتح قسطنطینہ کے بعد (سینٹ صوفیا) میں جمع ہوگئے اور غافل فرشتے کو چیخ چیخ کر بلانے لگے - فرشتہ تو ضرور آیا - اُس نے اپنے ملکوتی رحم و انصاف سے انکو پناہ بھی دی ' لیکن فاتح قسطنطینہ ' سرحد ایران تک نہ بھگاے گئے !

یہ فرشتۂ فتح و نصرت ' یعنی (سلطان فاتح) جب داخل ہوا ' تو کہتے ہیں کہ (سینٹ صوفیا) کا پادری نماز میں مصروف تھا - نصف پڑھچکا تھا اور نصف باقی تھی - لیکن ترکوں کے داخل ہوتے ہی دیوار شق ہوئی اور پادری اُسکے اندر غائب ہوگیا - مشرقی عیسائیوں کو یقین ہے کہ کسی نہ کسی دن مقدس پادری اپنی بقیہ نصف نماز پوری کرنے کیلیے دیوار سے نکلے گا اور وہی دن ہوگا ' کہ پھر شاخ زرین ہلال سے نکل کر صلیب کے قبضے میں آلگی اور قدیمی مسیحی دارالعظمت مسیحیوں ہی کیلیے ہوجائگا -

انتظار غیر مختتم

صدیوں پر صدیاں گذر گئیں مگر انتظار اب تک باقی ہے - دیوار شق نہیں ہوتی ' اور مقدس ولی اپنی بقیہ نماز کے پورا کرنے کا چنداں خواهشمند معلوم نہیں ہوتا - نامرادیوں اور مایوسیوں کے بعد (جنگ بلقان) نے مسیحی امید کی ایک نئی شعلہ روشن کی تھی ' اور ۹ - نومبر سنہ ۱۹۱۲ - کو (گلڈ هال) لندن میں (مسٹر ایسکویتھ) نے فتح قسطنطنیہ کا ترانۂ صلیبی گایا تھا -

مسٹر ایسکویتھ کا صلیبی خواب

وہ دیکھہ رہے تھے کہ " باب مسیحیت " کھل چکا ہے ' سینٹ صوفیا کی دیواریں شق ہوگئی ہیں ' صلیبی جنگ کی فراموش شدہ مقدس گیتوں کی متبرک صدائیں گھنٹے کے شور میں ملی ہوئی بلند ہورهی ہیں ' " پر اسرار پادری " اپنی انگلیوں سے صلیب کا لاهوتی نشان بناتا ہوا نکلا ہے ' اور روح القدس کا " کبوتر " بنکر صوفیا کے منارے پر بیٹھا رقص نشاط کر رہا ہے !

لیکن افسوس کہ اس صلیبی خواب کی تعبیر بھی الٹی نکلی - بلقانی کروسیڈ کی تقدیس قبل از وقت ثابت ہوئی ' " ثمرات فتح " سے اپنے دامن بھر بھر کر مسٹر ایسکویتھ نے " فتح مند " بلغاریا کی طرف پھینکے ' مگر اُس بد نصیب کے هاتھہ ایک دانہ بھی نہ آیا - ایڈریا نوپل هاتھہ آکر پھر نکل گیا ہے - " سینٹ صوفیا " اب تک " جامع ایا صوفیا " ہے - ناقوس کی صدا اب تک اُسے نصیب نہ ہوئی ' اور " فتح مند " بلغاریا کی نامرادانہ شکست پر انگلستان خون کے آنسو رو رہا ہے !

و انہ لحسرۃ علی الکافرین '	اور اسمیں کچھہ شک نہیں کہ یہ جو
و انہ لحق الیقین '	کچھہ کہ ہوا ' کافروں کیلیے موجب
فسبح باسم ربک العظیم !	ماتم و حسرت ہے ' اور اسمیں بھی
(۶۹ : ۲۵)	شک نہیں کہ یہ ایک یقینی صداقت

الہی کا ظہور ہے - پس اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کرو ' جس نے دشمنان اسلام کو شادمانی کی جگہہ حسرت نامرادی میں مبتلا کردیا "

همّوا بما لم ینالوا !

خدا تعالی نے دنیا میں اپنے کاموں کو اپنا نشان قرار دیا ہے - سورۂ (توبہ) میں جہاں کفار و منافقین کا ذکر کیا ' وہاں انکی ایک مخصوص حالت یہ فرمائی کہ :

و همّوا بما لم ینالوا	اور ان لوگوں نے اسلام کی مخالفت میں
(۹ : ۷۵)	وہ کام کرنا چاہا ' جس کو وہ نہ کر سکے !

اس صداقت کی حقیقتیں ظہور اسلام سے لیکر اس وقت تک ہمیشہ ظاہر ہوئیں - ممکن ہے کہ اپنی بد اعمالیوں سے مسلمان اسکے مصداق ثابت نہوں ' لیکن اسلام تو ہمیشہ اپنے اس معجزہ کے عجائب دکھلاتا رہیگا -

پس خدا نے دشمنان اسلام کے ارادوں کی ناکامی و نامرادی کا خاص طور پر ذکر کیا ہے ' اور موجودہ جنگ اس نامرادی کی ایک نئی شہادۃ عظیمہ ہے - جبکہ ترکوں کی ناکامی حد انتہا تک پہنچ چکی تھی ' جبکہ مسٹر ایسکویتھ فتح قسطنطنیہ کی خبر چند گھنٹوں کے اندر سننا چاہتے تھے ' جبکہ بلغاریا جرمنی کی طرح قسطنطنیہ میں داخل ہونا چاهتی تھی ' تاکہ عالم اسلامی سے اپنی عظمت کا اقرار کرائے ' جبکہ انگلستان مضطرب تھا کہ " باب مسیحیت " کو کھولنے والے " ثمرات فتح " سے محروم نہ رهیں ' جبکہ انکے تمام شیطانی مظالم سے انکار ' اور جبکہ انکی تقدیس و تعظیم سے تمام انگلستان گونج رہا تھا ' اور پھر جبکہ اسلام کیلیے خود مسلمانوں کی تمام انسانی کوششیں ختم ' اور ہر طرف سے کامل مایوسی اور انتہائی ناکامی کا ظہور ہوچکا تھا ' تو یکایک اُس بادل کی طرح ' جو انتہائی طپش و حرارت کے وقت یکایک پھیلتا اور ناامیدیوں کو پیغام رحمت الہی سے بدل دیتا ہے ' واقعات کا صفحہ الٹا ' اور عقلوں کو متحیر اور ادراک انسانی کو عاجز کرتی ہوی آیۃ نصرۃ الہیہ کا ظہور ہوا - چند گھنٹوں کے اندر ہی دنیا پلٹ گئی - انسان جب اپنی کوشش سے ناکام رهکر تھک گیا تھا ' تو خدا کا هاتھہ اپنی عزت کی حفاظت کیلیے بڑھگیا - جہاں کل تک امید کی شادمانیاں تھیں ' وہاں آج نامرادی کا ماتم ہے ' اور جہاں ناکامی کی مایوسی تھی ' وہاں کامیابی کی برکتیں ہیں :

مستهم البأساء	یہ وہ لوگ تھے کہ نہایت شدید سختیوں
و الضراء وزلزلوا '	اور مشکلوں میں پھنس گئے اور انکے
حتی یقول الرسول	پاے ثبات هل گئے ' یہاں تک کہ اللہ کا
و الذین آمنوا :	رسول اور مسلمان چیخ اُٹھے کہ آخر اللہ
متی نصر اللہ ؟	کی مدد کب آئیگی اگر ایسی سخت
الا ! ان نصر اللہ	مایوسی کے وقت بھی نہ آئی ؟ جواب
قریب !	ملا کہ کیوں مایوس ہوگئے ہو ؟ سن
(۲ : ۲۱۰)	رکھو کہ اللہ کی مدد کا وقت قریب آگیا !

جنگ (بدر) میں مسلمانوں نے مایوس ہوکر نصرۃ الہی سے پھر کامیابی حاصل کی تھی ' اور یہی امید بعد از یاس ' انکی القدہ

استقامتوں کا وسیلہ بنی : ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ - (۳ : ۱۱۹) -

موجودہ جنگ کے ان حوادث کے اندر بھی ہمارے مستقبل کے لیے ایک درس بصیرۃ موجود ہے - اپنی آخری فرصت سے فائدہ اٹھانا ہے تو اٹھا لیں - ایڈریا نوپل هاتھہ سے جا چکا تھا اور کامل پاشا کی وزارت نے انگلستان کے آگے سر تسلیم خم کر دیا تھا - اُس وقت کہا جاتا تھا کہ ان ناکامیوں اور مایوسیوں کے بعد اسکے سوا چارۂ کار ہی کیا ہے ؟

لیکن خدا کي نصرت نے (انور بے) کي صورت میں ظہور کیا ' اور ٢٣ - جنوري کو انجمن اتحاد و ترقي نے زمام حکومت پھر اپنے ہاتھوں میں لي - اتحادي وزارت مایوسیوں سے بے خبر نہ تھي ' مگر اس نے دیکھا کہ اگر آخري ناکامي مقدر ہو ہي چکي ہے ' تو خود اس کو لینے کیلیے کیوں دوڑیں ؟ جتني مہلت اور ملے سعي و جہد سے باز نہ آئیں - کسے معلوم کہ کل کیا ہونے والا ہے ؟ ممکن ہے کہ کوئي سبیل نجات پیدا ہو جاے :

چوں دمبدم عنایت توفیق ممکن ست
در تنگ نائے نزع نہ کوشد کسے چرا ؟

پھر جو کچھہ ہوا وہ ظاہر ہے - مایوسی کامل پاشا کیلیے بھي تھي اور مرحوم شوکت کیلیے بھي - پہلے نے سررشتۂ صبر و استقلال ہاتھہ سے دیدیا - اسکا نتیجہ جو کچھہ تھا ' معلوم ہے - دوسرے نے صبر و استقامت کي راہ اختیار کی - اسکا نتیجہ آج تمام عالم کو حیرت و تعجب کا پیغام دے رہا ہے !! فاي فریق احق بالامن ان کنتم تعلمون ؟

مشہـــد اکبـــر

آج (شہادت ابدہ کانپور) کے حوادث خونیں ہمارے سامنے ہیں - اگر مسلمانوں نے " استعینوا بالصبر و الصلواۃ " پر عمل کیا اور سررشتہ صبر و استقامت اور جد و جہاد کو ہاتھہ سے ندیا ' تو انکي کامیابي یقیني و قطعي ہے ' اور مایوسیوں ہي کے اندر سے بشارت امید ملنے والي ہے -

پر اگر ہمت ہار بیٹھے ' اور خداے عزیز و حکیم کا ' جو انکا ہر حال میں ساتھہ دیتا ہے ' ساتھہ نہ دیا ' تو پھر ان نتائج معزنہ اور عواقب الیمہ کیلیے ہندوستان کے ہر مسلم باشندہ کو طیار رہنا چاہیے ؟ جن کو اس وقت صرف عاقبت بیني ہي کي دوربین سے دیکھا جاسکتا ہے : فبالی حدیث بعد اللہ و ایاتہ یومنون ؟

آج کي اشاعت کے " برید فرنگ " میں ایک نوٹ " ہموا بمالم ینالو " کے عنوان سے درج کیا گیا ہے - اس میں " ریویو اف ریویوز " لندن کے ایک مضمون کا اقتباس ہے - نہ صرف انگلستان ' بلکہ تمام یورپ کا یہ مشہور رسالہ بلغاریا کی ناکامیوں پر ماتم کرتا ہے ' اور متحسر و متالم ہے کہ بلغاریا کو فتح مندي کے بعد پھر ذلت و نامرادي نصیب ہوئي - اس مضمون کي تحریک انہیں سطور کو پڑھکر ہوئي تھي اور اسي لیے اسکا عنوان بھي " ہموا بمالم ینالوا " قرار دیا گیا -

معاهدہ رومانیا و بلغاریا

چونکہ حکومت بلغاریا نے رومانیا کے مطالبات سے اصولاً اتفاق کرلیا تھا ' اسلیے بخارست میں اس خط (لائن) کے متعلق صاف صاف گفتگو کرنے میں تاخیر نہیں کی گئی ' جو آیندہ سرحد دوبروڈجا (Dobrudja) کو نشانزد کرنے والی ہے -

ایک ہي جلسہ نے دونوں ملکوں میں اختلافات باہمي کے تصفیہ کي طرف رہنمائي کي - ترتوکائي (Turtukai) دوبریچ (Baltchik) اور بالچک (Baltchik) ان تینوں شہروں سے مغرب و جنوب میں ' دس اور پندرہ میل کے مابین ' نئي سرحد شروع ہوتی ہے -

اسطرح رومانیا کو ایک دفاعي سرحد مل گئي ہے ' اور وہ اب قلعہ ہاے شملا (Shumla) اور رسٹچک (Rustchuk) کے انہدام کی بابت اپنا دعوی واپس لیتی ہے -

اس اتفاق (اگریمنٹ) کے شرایط اس عہد نامۂ صلح میں شامل کردیے جاینگے ' جو پانچوں سلطنتوں کي تصدیق کے بعد بخارست میں پیش کیا گیا تھا -

حادثۂ کانپور

زمیندار لاہور میں حسب ذیل مراسلہ شائع ہوا ہے :

جناب ایڈیٹر صاحب - تسلیم - میرا ایک مقدمہ اپیل رام ناتھہ اپیلانت بنام درگا پرشاد وغیرہ رسپانڈنٹان عدالت ججي کانپور میں تھا - میں یکم اگست سے ١٨ - اگست تک کانپور میں رہا ٣ - اگست کا واقعہ مسلمانوں کا نسبت مسجد مچھلي بازار میرے سامنے ہوا - ہم نے اپني آنکھوں سے دیکھا کہ جاے وقوعہ کے علاوہ شہر میں جہاں مسلمان نظر پڑے بندوقوں کي فیر سے ہلاک کر دالے گئے ' اور جاے وقوعہ یعنے مسجد میں تو بے انتہا مسلمانوں کو گولیوں نے فنا کر دالا اور کوائي ڈیڑہ سو لاشیں بوروں میں بند کر کے جبکہ ہم اشنان کرنے تھے دریا میں عجلت کے ساتھہ پھینکدي گئیں - یہ بات قابل مشتہر کرنے کے ہے - اگر آپ لوگ یا وکیل ملزمان کانپور اس امر کا کافي اطمینان ہم کو دلائیں کہ سچي بات کہنے میں گورنمنٹ ہم سے ناخوش نہ ہوگي تو ہم شہادت دینگے اور یہ سب حال مفصل جو ہم نے دیکھا تھا بیان کرنے کے لیے تیار ہیں - صرف ہم یہ خیال کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ گورنمنٹ و حکام ہم سے بہت ناراض ہونگے -
پنڈت رام ناتھہ اوستھي زمیندار موضع میندھا پرگنہ گروال - ضلع باندہ

انگلستان بلغاریا کو اشتعال دلا رہا ہے

مسالۂ سرحد میں ترکی کی طرف دول یورپ کے میلان کا محور بعض ممالک پر اسکے قبضہ کے جواز و عدم جواز کے اندر نہیں ہے ' بلکہ صرف وہ امید ہے ' جو ترکي کي حکومت ان ممالک کے بقاء و قیام کے لیے رکھتي ہے -

٨ - اگست سنہ ١٩١٣ع کے (نیر ایسٹ) کي راے میں یہ دعوي بیکار ہے کہ انجمن اتحاد و ترقي ان ممالک کے کسی حصہ کی حکومت کے بارے میں بھي اعتبار پیدا کرسکتی ہے جو معاهدۂ لندن کي رو سے ترکوں کے لیے چھوڑ دیے گئے ہیں - وہ بلغاریا کو اشتعال دلاتا ہے کہ بلغاریا اپنے حکام کی مجنونانہ و بے اصول ڈپلو میسی کے خمیازے میں ان مصائب سے دو چار ہوئي ہے " با ایں ہمہ اس قوم کي روح اور قابلیت ابھی باقي ہے - اگر ضرورت ہوئي تو وہ صحیح ترین نگراني کی ماتحتي میں کسي دن اس فیصلہ کي تنسیخ کي کوشش کے لیے اپنے آپ کو مدعو محسوس کریگي ' جسمیں ناانصافي یا انتہائی تذلیل کي بو آتی ہے "

یہ ہے اسلام و اہل اسلام کی خدمت ' جو نیر ایسٹ کو رہا ہے ' اور اس کے عوض میں گورنمنٹ اس کو ہندوستان کے خزانے سے امداد دے رہی ہے ! و ان الظالمین بعضہم اولیاء بعض ' واللہ ولی المتقین (٨١ : ٥٣)

مسجد کانپور مچھلي بازار

کے روزانہ مفصل و مستند حالات اور عدالت کی کل کارروائي شائع کرنیکا اخبار آزاد کانپور نے انتظام کیا ہے - اجلاس عدالت کي پوری کارروائی دوسرے روز صبح کو شائع کردیجاتي ہے - ان پرچون کی ایک روپیہ ماہوار قیمت مقرر کیگئي ہے - اشاعت پر پرچہ براہ ڈاک سے ارسال ہوتے رہیں گے - منی آرڈر بنام مینیجر آزاد کانپور آنے - واقعہ ٣ - اگست سے آخر ماہ تک کے کل حالات بھي موجود ہیں - قیمت ایک روپیہ

منیجر آزاد - کانپور -

مقالات

تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحه

ملک حبش میں ایک اسـلامی حکومت

(۲)

دربار حبش میں دعوة اسـلام

حبش میں ایک اسلامي حکومت کے ظہور و قیام کے حالات لکھنا مقصود ہیں ' ورنه هجرة حبشه کے واقعات میں بہت سے امور تفصیل طلب تھے -

علي الخصوص قریش مکه کے معاندانه مساعي و تدابیر' اور باوجود مسلمانوں کي منتہا درجه بے سروسامانی و بیکسي کے کامیابي و فتح یابي -

پروف دیکھتے ہوے گذشتـه نمبر میں خیال هوا تها که واقعـۂ هجرة حبشه کي کسي قـدر مزید تفصیل کردیں اور اسکے بعد آگے بڑھیں - لیکن وقت بہت کم تها' اسلیے مرتب صفحات میں ترمیم نه هوسکي - آج چاهتے هیں که گذشته نمبر کے بقیه حصے کو شروع کرنے سے پہلے بطـور تتمۂ و تعلیق ' هجـرة حبشه کي تشـریح مزید کردي جاے - گذشته نمبر کے دوسرے کالم میں جہاں هجـرة کا ذکر هے' مندرجۂ ذیل سطور کو اسکا بقیه تصور کیا جاے -

(ابن هشام) نے اپني سیرة میں حضرة ام سلمه سے اس بارے میں روایات نقل کي هیں ' جو منجمله مهاجرین حبش کے تهیں - وہ کہتي هیں که نجاشي نے همارے ساتهه نهایت عمده سلوک کیا - هم بازادي اپنے اعمال مذهبی ادا کرتے تهے اور چین اور ارام سے رهتے تهے - همارے خلاف وہ کوئي بات نه سنتا' اور نه همیں کوئی مخالف اذیت پہنچا سکتا تها -

لیکن جب قریش نے همیں ایک گوشۂ عافیت میں محفوظ دیکها' تو یہاں بهي ظلم و ستم سے باز نه رهے - انہوں نے حجاز کي بہتر سے بہتر اور قیمتي سے قیمتي اشیا تحالف کیلیے جمع کیں' اور نه صرف نجاشي کیلیے' بلکه حبش کے تمام بطریقوں اور پادریوں کیلیے بهي طرح طرح کے هدایا فراهم کیے - اس سے مقصود یه تها که تمام ملـک کو وہ همارے برخلاف سازش کرنے کیلیے آماده کرسکیں -

جب سامان فراهم هوگیا تو عبد الله بن ربیعه اور عمر ابن العاص کو اس مهم کیلیے منتخب کیا اور وہ تمام تحالف و هدایا لیکر حبش پہنچے -

قریش مکه نے ان لوگوں کو هدایت کردي تهي که حبش پہنچکر پہلے نجاشی سے ملاقات نه کریں' کیونکه ممکن هے که وہ اعیان دربار و رؤساء دینیه سے مشورہ کرے اور مشورہ کا نتیجه همارے خلاف نکلے - پہلے کچهه دنوں قیام کرکے ملک کے تمام بطریق و رؤساء کلیسا سے ملاقات کرلینا - ان میں سے هر ایک شخص کو تحفه تحالف دیکر موافق بنا لینا ' اور جب یه سازش مکمل هوجاے تو پهر دربار کا رخ کرنا !

چنانچه اس وفد نے یہي طریقه اختیار کیا اور تمام بطریقوں سے ملکر کہا :

" همارے ملـک کے چند سفیه اور مفسد لڑکے هیں جنہوں نے همارا دین چهوڑدیا اور آپ لوگوں کا دین بهي اختیار نہیں کیا - ایک نیا مذهب انہوں نے نـکالا هے جس سے آپ اور هم ' دونوں بالکل ناواقف هیں ' اور کبهي اسکے احکام سننے میں نہیں آے - وہ بهاگ کر آپکے ملـک میں آگئے هیں - انکے بارے میں پادشاہ سے التجا کرینگے - آپ اسے مشورہ دیں که اُن لوگوں کو همارے حوالے کردے " -

اسکے بعد وہ دربار نجاشي میں پیش هوے اور تحائف کے گذراننے کے بعد انہي الفاظ میں اپني خواهش ظاهر کي - نیز کہا که " همیں ان لوگوں کي قوم کے اشراف و اعیان اور اباؤ اعمام نے بهیجا هے تاکه آپ انہیں همارے حوالے کر دیں "

تمام بطریقوں نے بهي انکي تائید کي اور کہا که انکي درخواست لایق پذیرائي اور انکي خواهش بالکل حق بجانب هے -

لیکن نجاشی یه سنتے هي غضب ناک هوگیا - اس نے اپنے درباریوں پر نظر ڈالي اور کہا که یه کیسي بات هے جو تم مجهسے چاهتے هو؟ میں ایسے لوگوں کو بغیر تحقیق و تفتیش کیونکر انکے حوالے کردوں جو میرے ملـک میں پناہ لینے کیلیے آئے هیں ؟ میں انکو بلاتا هوں اور انکے مقابلے میں اصل حقیقت پوچهتا هوں - اگر ان لوگوں کا بیان صحیح ثابت هوگیا تو پهر البته انکي درخواست لائق قبول هوگي -

چنانچه نجاشي نے مسلمانوں کو طلب کیا اور پوچها :

" وہ کونسا دین هے جو تم نے اختیار کیا' جسکي وجه سے تم نے اپني قوم کے دین کو بهي ترک کردیا اور همارے دین مسیحي کو بهي اختیار نہیں کیا ؟ "

مهاجرین مسلمین کي جماعت میں سے جعفر بن ابی طالب (حضرة امیر علیه السلام کے بهائي) کهڑے هوے اور اُنہوں نے جواب میں تقریر کي :

ساتویں صدي کے ایک داعي اسلام کي تقریر

" اے پادشاہ ! هم ایک وحشي قوم تهے - بتوں کو پوجتے تهے ' مردار کهاتے تهے ' فواحش میں مبتلا تهے ' قطع رحم اور قمار بازي همارا شیوہ تها ' اور هم میں سے هر قوي ضعیف کو تباہ کردیتا تها -

یه حالت تهي که رحمت الهي جوش میں آئي اور خدا نے ایک مقدس رسول هماري طرف بهیجا ' جو هم هي میں کا ایک فرد تها - جسکے نسب کي بزرگي ' خصائل کي پاکیزگي ' اخلاق حسنه کي عظمت کا هم میں سے هر شخص کو علم اور اعتراف هے - پس وہ آیا اور اُس نے الله کي طرف هم سب کو دعوت دي که اسکي یگانگت کا اقرار کریں' اس کے آگے جبین نیاز جهکائیں - اسکے سوا اُن سب معبودان باطل کو چهوڑ دیں' جنکي جہل و نادانی سے هم اور همارے اباؤ اجداد پوجا کرتے آئے هیں - اس نے

هم کو حکمت و دانائي کي تعليم دي - اچھے کاموں کا حکم ديا - اُس نے بتلايا که سچائي کو اختيار کرو - کسي کي امانت لو تو ادا کردو - اپنے اعزا و اقارب کے حقوق کو نه بھولو - همسايه کے ساتھه بھلائي کرو - فواحش کے نزديک نه جاؤ - انسان کا خون نه بہاؤ - فتنۂ و فساد سے بچو - يتيموں کا مال نه کھاؤ - کسي پر تہمت نه لگاؤ - صرف الله هي کي پرستش کرو - پانچ وقت نماز ادا کرو - اپنے مال ميں فقرا کا بھي ايک حصه سمجھو - اور اسي طرح اور تمام برائيوں سے بچنے اور بھلائيوں کے اختيار کرنے کي طرف اس نے هم سب کو بلايا -

يهي دين جديد هے جسکو وه ليکر آيا' اور يهي تعليم هے جسکے ليے هم نے اپني قديمي بت پرستي اور جهالت و ناداني کو خير باد کہا - اسپر هماري قوم هماري دشمن هوگئي اور هم پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے لگي - يہاں تک که هم پر عرصۂ حيات تنگ هوگيا اور بے بس هوکر ترک وطن پر مجبور هوگئے - پھر بھي هم کو چين سے الله کي بندگي کرنے کي مهلت نہيں ملتي' اور اے پادشاه حبش! يه لوگ يہاں بھي پہنچ گئے هيں تا که هم کو پھر وهاں ليجائيں اور پتھر کي پوجا چھوڑ کر آسمان و زمين کے مالک کي پرستش کرنے کا هم سے انتقام ليں "

نجاشي پر نزول روح القدس

حضرة جعفر تقرير کر رهے تھے اور صداقت الهي اندر هي اندر چپکے چپکے اپنا کام کر رهي تھي - جب وه خاموش هوے تو نجاشي پر ايک عالم مدهوشي طاري تھا - اُس نے پوچھا که تمهارے نبي پر کوئي کتاب بھي اُتري هے ؟ اور اگر اُتري هے تو تم اسميں سے کچھه سنا سکتے هو؟

حضرت جعفر نے سورۂ مريم کي تلاوت شروع کی اور نجاشي پر جوش تاثر سے عالم رقت طاري هوگيا - وه بے اختيار چيخ اُٹھا :

" بيشک بيشک! يه وهي صداقت کي روشني هے جو مسيح ابن مريم کي صورت ميں چمکي تھي' اور يه دونوں نور ايک هي مشکواة قدس سے نکلے هيں - قسم خدا کي - ميں ان پرستاران خدا کو کبھي تم ظالموں کے حوالے نہيں کرسکتا - جاؤ اور اپني درخواست واپس ليجاؤ! "

[سيرة ابن هشام بر حاشيۂ زاد المعاد - جزء اول صفحه ۱۸۰]

اعـــلان

صدارت اجلاس هفتم آل انڈيا شيعه کانفرنس

شيعه کانفرنس نے عالي جناب آغا حسن صاحب قبله مد ظله العالی کو اجلاس هفتم شيعه کانفرنس کيلئے صدر تجويز کيا تها - جناب موصوف نے اپنا قائمقام عالي جناب معلی القاب انريبل نواب سيد محمد صاحب بالقابه مدراس کو قرار ديکر صدر نشين اجلاس مذ کوره کا تجويز فرمايا هے اور جناب نواب صاحب ممدوح نے منظوري بھي بهيجدي هے -

(سيد علی غضانفر عفی عنه)

ترجـمـه اردو تفسيـر کبيـر

جسکي نصف قيمت اعانۂ مهاجرين عثمانيه ميں شامل کي جائيگي - قيمت جلد اول ۲ - روپيه - ادارۂ الهلال سے طلب کيجيے -

---

اختـــلال تـــوازن دول

اثر! نائب سياسي شهير : مسٹر هوراس دارکر

ايک بڑي ضروري چيز يه بھي هے که موجوده زمانے کے اهم سياسي مسائل کي' جنکا ذکر کثرت کے ساتھه عام مباحث' واقعات' تار برقيوں' اور اخباروں ميں هوتا هے' ايک مرتبه اس طرح تشريح کردي جاے که اخبار بيں طبقه کي معلومات انپر حاوي هوجاے اور پھر وه هر معامله پر فهم و واقفيت کے ساتھه غور کرسکيں -

" توازن دول " کا ذکر آجکل اکثر هوتا هے مگر بهت سے لوگ اس کي پوري حقيقت سے واقف نہونگے - آج هم ايک مشرح مضمون اس کے متعلق شائع کرتے هيں -

وه سياست' جسکا مرکز نظر توازن قوی هے' نہايت قديم و ديرينه سال هے' بلکه اسکي ابتدا عمران و آبادي عالم کے آغاز سے هے - اسکا مقصد ساده و صاف الفاظ ميں يه هے که " کسي ايک سلطنت کي قوت اتني نه بڑهے که وه تمام عالم کو اپنے زير نگيں کرلے "

اس سلسله ميں وليم فريڈرک اعظم شاه پروشيا کے چند فقرے قابل اقتباس هيں جو گو تعداد ميں کم اور مختصر هيں' مگر اس سياست کے اکثر پہلؤں پر مشتمل هيں - اس نے ايک موقع پر کہا تھا :

" امن يورپ کے حفظ و بقا کا سب سے بڑا سبب قواء دول کا توازن يعنے هم وزن رهنا هے - اسکي وجه سے قوي ضعيف کو پامال نہيں کرنے پاتا کيونکه وه قوي کے خلاف متحد و متفق هوکر اسکي قوت کي شر انگيزيوں سے محفوظ و مامون هو جاتي هيں -

مگر جب يه توازن فنا هونے لگتا هے تو دنيا ميں عالمگير غدر کا انديشه پيدا هوجاتا هے - ايسي حالت ميں ممکن هے که موجوده سلطنتيں جو اپنے اندر تنها مقاومت و مدافعت کي قوت نہيں رکھتيں' متحد هوں اور انکے انقاض و آثار پر ايک نئي قوي وسيع سلطنت قائم هو -

روميوں کے عهد عروج ميں اگر مصر و شام و مقدونيه کي سلطنتيں متحد هوگئي هوتيں تو کبھي مغلوب نه هوتيں اور اسکے پيروں ميں غلامي کي وه زنجيريں نه پڑتيں جو بعد کو روميوں نے ڈاليں - "

اصل سياست توازن تو قديم هے' مگر موجوده توازن دول اپنے مخصوص حالات و اثرات کے لحاظ سے بالکل نيا هے - اس کا آغاز اسوقت سے هوتا هے جب که جرمني' آسٹريا' اور اطاليا نے ايک طرف' اور فرانس و روس نے دوسري طرف باهم محالفت کي - اسوقت تک ان پانچوں سلطنتوں کے قوی کا يه تناسب تها که محالفت روس و فرانس' محالفت ثلاثه کے همسنگ سمجھي جاتي تھي - انگلستان اسوقت تک ناطرفدار تها' کيونکه براعظم يورپ ميں اسکے اسدرجه عظيم الشان مصالح نه تھے' جنکے ليے انگلستان اختلال توازن سے ڈرتا -

مگر جرمني نے انگلستان کے ساتھه چھيڑچھاڑ شروع کردي - اس کا ديباچه وه تار تها' جو جرمني نے سنه ۱۸۹۶ ع يعني آغاز جنگ ٹرانسوال ميں کروجر کو بھيجا تها -

اسکے بعد اس نے اپني بحري قوت کي ترقي کي طرف توجه کي - اس ترقي کا مقصد اصلي يه تها که بحري طاقت ميں وه انگلستان کے هم پايه هوجائے - ذيل کے نقشے سے معلوم هوگا که سنه ۱۹۰۰ - سے ۱۹۱۲ - ع تک انگلستان اور جرمني نے اپنے اپنے

بیڑوں پر کتنا روپیہ صرف کیا ؟ اور اس بارہ سال کے اندر دونوں کي بحري طاقت میں ترقي کي نسبت کیا رهي ؟

قواء بحریہ انگلستان و جرمني

۱۹۰۰ - سے ۱۹۱۲ - تک

سنه	انگلستان	جرمني
۱۹۰۰	۹۷۸۸۱۴۶ پونڈ	۳۴۰۱۹۰۷ پونڈ
۱	,, ۱۰۴۲۰۲۵۶	,, ۴۹۲۱۰۳۶
۲	,, ۱۰۴۳۶۵۲۰	,, ۵۰۳۹۷۲۵
۳	,, ۱۱۴۷۳۰۳۰	,, ۴۳۸۸۷۴۸
۴	,, ۱۳۵۰۹۱۷۶	,, ۴۲۷۵۴۸۹
۵	,, ۱۱۲۹۱۰۰۲	,, ۴۷۲۰۲۰۶
۶	,, ۱۰۸۵۹۵۰۰	,, ۵۱۶۷۳۱۹
۷	,, ۹۲۲۷۰۰۰	,, ۵۹۱۰۹۵۹
۸	,, ۸۶۶۰۲۰۲	,, ۷۷۹۵۴۹۹
۹	,, ۱۱۲۲۷۱۹۴	,, ۱۰۱۷۷۰۶۲
۱۰	,, ۱۳۲۷۹۸۳۰	,, ۱۱۳۹۲۸۵۶
۱۱	,, ۱۵۰۶۳۸۷۷	,, ۱۲۲۵۰۲۶۹
۱۲	,, ۱۳۹۷۲۵۲۷	,, ۱۱۷۸۷۵۶۵

اس نقشه کو بنظر امعان دیکھیے - صاف نظر آئیگا که جرمني نے سنه ۱۹۰۰ ع میں جسقدر روپیه (یعني ساڑھے تین ملین پونڈ) صرف کیا تھا ' سنه ۱۹۱۲ ع میں اُس سے سه چند بلکه اُس سے بھي زائد (یعني قریباً ۱۲ - ملین پونڈ) صرف کیا - اُسکے مقابلے میں انگلستان نے سنه ۱۹۰۰ - سے سنه ۱۹۱۲ - تک صرف چار ملین پونڈ صرف کیے !

اسکا قدرتي نتیجه یهي تها که جرمني کے بحري قوی میں ۲۴۷ - في صدي ' مگر انگلستان کے بحري قوی میں صرف ۳۳ - في صدي کا اضافه هوا -

ضرور تها که جرمني کے یه سرگرم مساعي انگلستان ایسے بیدار اور عاقبت اندیش ملک کي نظروں میں کھٹکتے اور وہ کم ازکم علي وجه الظن و التخمین ' اس غایت اصلي کو ضرور معلوم کرلیتا جو اسمیں پوشیده تهي -

اسیطرح یه هوا که جرمني نے اپنے مقصد کا بالکل اعلان شروع کردیا - ترقي کے پہلے هي سال یعني سنه ۱۱ - ع میں جب بحري لائحه (پروگرام) جرمن مجلس النواب (ریشٹاگ) میں پیش کیا گیا تو اسمیں جنگي جہازوں کے لیے مبلغ خطیر کا مطالبه کرتے هوے وزیر جنگ نے کہا :

" جرمني کو اتنے بڑے بیڑے کي ضرورت هے که اگر کبهي دنیا کي سب سے بڑي بحري طاقت سے بهي جنگ هو جاے تو اسکے تفوق و برتري کو معرض خطر میں ڈالدے "

جرمني کے اس اهتمام و اعتناء اور مجاهر عزم مسابقت و همسري نے انگلستان کو مجبور کیا که وہ اپني ناطرفداري کو خیرباد کہکے محالفت روس و فرانس میں شامل هو جاے -

انگلستان کو یه ترغیب اسلیے اور بهي هوئي که جنگ روس و جاپان نے اتحاد فرانس و انگلستان کو کمزور کردیا تها - پس اگر انگلستان روس کے ساتھ شامل نه هوتا ' تو اس صورت میں جرمني کي طاقت اپنے حلیفوں کي بنا پر انگلستان اور محالفت روس و فرانس ' دونوں کي علحده علحده طاقتوں سے زیاده هوجاتي اور ظاهر هے که یه صورت یورپ کے لیے عموماً اور انگلستان کے لیے خاصکر کسدرجه خطرناک تهي ؟ -

سنه ۱۹۰۷ع میں انگلستان با قاعده محالفت روس و فرانس میں داخل هوگیا ' اور یه محالفت ثلاثیه ' " مفاهمت ثلاثیه " کے نام سے موسوم هوئي -

محالفت ثلاثیه صرف ان تین حکومتوں هي کي نه تهي ' بلکه در اصل رباعیه بلکه خماسیه تهي - اسلیے که جرمني کو دولت عثمانیه اور رومانیا کي دوستي پر بهي اعتماد تها - اسکو یقین تها که اگر یورپ میں جنگ چھڑ گئي تو یه دونوں محالفت ثلاثیه کي مدد کرینگے - جرمني ' آسٹریا ' اور اطالیا نے اپنے اپنے سفیر بخارست بهیجے که محالفت ثلاثیه کے ساتھ رومانیه کے رشتۂ الفت و مودت کو قائم رکھیں - جرمني نے اپنے اشخاص ' اسلحه ' اور مال سے ترکوں کي مساعدت کي ' اور جب قیصر جرمني سنه ۱۸۹۹ ع میں دمشق گیا تو ایک دعوت میں جو خاص اسکے لیے کی گئي تهي ' یہاں تک کہدیا که وہ آل عثمان اور ان تمام لوگوں کا دوست هے جو انکي خلافت کا اعتراف کرتے هیں " ! !

جرمني برابر دولت عثمانیه کي تقویت کي کوشش کرتي رهي کیونکه اسکو یقین تها که جس طرح روس کي نقصان رساني کا ذریعۂ وحید رومانیا هے ' اسیطرح اسکا عقیده تها که شاهنشاهي انگلستان کی تہدید و تضعیف پر قادر وحید صرف دولت عثمانیه هے -

جرمن قائدوں میں جنرل وان برنهارڈي کا پایه سب سے زیاده بلند هے - آپ امور جنگ کے متعلق مهارت تامه ' اور اس موضوع پر تصنیف و تالیف اور انشاء فصول و مقالات میں قدرت کامله حاصل هے - وہ اپني ایک نو تالیف کتاب میں لکھتا هے :

" ترکي هي ایک ایسي سلطنت هے جو انگلستان کو نقصان پہنچا سکتي هے - کیونکه نہر سویس شاهنشاهي برطانیا کے جسم کي شه رگ هے "

ایک دوسري کتاب میں لکھتا هے :

" جرمني کے لیے ترکي کا رشته لازمي هے - اسکو چاهیے که ترکي کو محالفت ثلاثیه میں داخل کرائے اور اطالیا کو جنگ سے باز رکھے - کیونکه یهي ایک سلطنت هے جو مصر میں انگلستان کے موقف (پوزیشن) اور هندوستان کے مختصر سے راستے کو خطرے میں ڈالسکتي هے - روس اور انگلستان کے ساتھ همیں جنگ کي تیاري کرني هے تو ترکی کو اپني جماعت میں ملالینا بهي ضروري هے "

ڈاکٹر باک ایک بہت بڑا سیاح هے - وہ اپني کتاب میں جو سنه ۱۹۱۱ ع میں شائع هوئي هے ' لکھتا هے :

" انگلستان پر جرمني کی کامیابی کی یه صورت نہیں هے که جرمني اس پر بحر شمال کی طرف سے فوجکشی کرے - بلکه اسکی تدبیر یه هے که اسکے هاتھ سے مصر نکال لے - کیونکه جب مصر اسکے هاتھ سے نکل جائیگا تو نہر سویس پر اسکا اقتدار بهی فنا هو جائیگا - اور جب نہر سویس اسکے اقتدار و تسلط سے نکل آئیگي تو هندوستان اور مشرق قریب کا مختصر ترین راسته بهی اس کے لیے بند هو جائیگا - ان مقامات میں اسکا موقف شاهنشاهی کا مخدوش اور خطرات میں محصور هو جانا بالکل آسان هے - اغلب یه هے که اس کا اثر افریقیه کي برطاني مستعمرات (نوآبادیي) پر بهي پڑے - پھر اگر دولت عثمانیه مصر پر دوباره قابض هوگئي ' تو یقیناً هندوستان کے ۶۰ - ملین مسلمانوں پر اسکے غلبه و تسلط کو ایک سخت دهکا لگے گا ' اور ایران و افغانستان میں بهي اسکا موقف تنگ هو جائگا - پس عثماني فوج کي تقویت و تنظیم اور دولت عثمانیه کي مالي مساعدت همارا ایک اهم فرض هے - عثماني قوت جتني زیاده هوگي ' انگلستان اتنا هي زیاده ضعیف هوگا "

جرمن ارباب قلم کے ان خیالات نے ترکوں کو انگلستان کی نظروں میں سخت خطرناک بنادیا اور انکی تضعیف کی فکر دامنگیر ہوگئی - سب سے پہلے اس نے آل عثمان کے عدو اللدود یعنی روس سے تعلقات بڑھاے' اور اسکی رضا و خوشنودی کیلیے حریت و انسانیہ کے تمام مایۂ افتخار و مباہات مفاخر کو بھی قربان کردیا ' تا کہ ترکی کے جواب کے لیے روس اسکے ہاتھ آجاے !

اُس نے عالم اسلامی میں جہاں جہاں استقلال و خود مختاری تھوڑی بہت باقی تھی ' اُسکی پامالی میں شرکت کی' تاکہ اگر آیندہ ترکوں سے جنگ چھڑجاے اور اسلام کی اخوت ملی کی بناء پر یہ جنگ ترکوں کے بدلے اسلام سے جنگ سمجھی جاے ' تو اس صورت میں ترکوں کو عالم اسلامی سے کوئی حقیقی اور موثر مدد نہ پہنچ سکے - ایران کی بابت ہماری موجودہ سیاست خارجیہ (فارن پالیسی) کے اصول اساسی یہی دو امر ہیں -

جرمنی کے مشہور اہل قلم ترکوں کی دوستی اسکے لیے اسدرجہ نا گزیر بتاتے چلے آے تھے ' مگر جب اطالیا نے طرابلس پر حملہ کرنا چاہا تو جرمنی نے بالکل نہ روکا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ترکوں کے افکار و خواطر میں ایک ہیجان عظیم' اور انکی سیاست میں ایک اضطراب شدید پیدا ہوگیا -

اطالیا کے بعد ریاستہاے بلقان نے علم جنگ بلند کیا - یہ جرمنی کی دوستی کی دوسری آزمایش تھی ' مگر اس موقع پر بھی خلاف امید وہ ناطرفدار بنکے صرف تماشہ ہی دیکھتی رہی !!

اس موقع پر جرمنی اور آسٹریا نے یہ پالیسی اسلیے اختیار کی کہ انھیں یقین کامل تھا کہ میدان ترکوں کے ہاتھہ رہیگا' اور اصل یہ ہے کہ یہ یقین تو مفاہمت ثلاثیہ کو بھی ' جو پردہ کے پیچھے سے اندر لڑا رہی تھی' اچھی طرح تھا - کیونکہ اگر اسے یقین نہ ہوتا تو " جغرافیۂ یورپ کے بدستور بقا " کی سیاست کا اعلان نہ کیا جاتا -

لیکن واقعات کی باگ انسانی دماغ کے ہاتھہ میں نہیں ہے - اعلان جنگ کے بعد جب واقعات تماشہ گاہ وجود پر یکے بعد دیگرے آے ' تو تمام دنیا کے یقین سے بالکل مختلف تھے !

ترکوں کو پیہم شکستیں ہوئیں - یوروپین ترکی کا بیشتر حصہ انکے ہاتھہ سے نکل گیا - چند چھوٹی چھوٹی ریاستیں جو ہمیشہ روس کا کلمہ پڑھا کرتی تھیں اور رومانیا و آسٹریا کے ساتھہ بغض و عداوت کے اظہار میں مشہور تھیں' یکایک معزز و سر بلند ہوگئیں !

محالفت ثلاثیہ ابھی تک محو تفرج و تماشہ فرمائی تھی ' مگر اب اسکی آنکھیں کھلیں - اس نے محسوس کیا کہ سر زمین بلقان میں جو خونین افسانہ (ٹریجیڈی) تمثیل کیا جا رہا تھا ' وہ افسانہ نہ تھا بلکہ ایک اصلی ہنگامۂ کارزار تھا' جسمیں وہ اور مفاہمت ثلاثیہ معرکہ آرا تھیں ' اور بالآخر اسکی غفلت سے اسکو شکست ہوئی -

ترکی کی شکست سے محالفت ثلاثیہ کے دو اعضا کو خاص طور پر صدمہ پہنچا - یہ دونوں اعضا جرمنی اور آسٹریا ہیں - جرمنی نے انگلستان کی تخویف و تہدید کے لیے ترکی کو تجویز کیا تھا مگر یہ اب کہاں ممکن تھا ؟ جرمنی کے اجنبی وار تماشہ دیکھنے نے ترکی کا دل توڑ دیا - اینده کیلیے وہ اسکی مودت و صداقت کا کیونکر اعتبار کرسکتی تھی ؟ پھر وہ خود بھی کمزور ہوگئی ' اسکے حریف دیرینہ روس کی قوت بڑھگئی ' اور وہ اور انگلستان اسوقت دست بدست ہیں -

آسٹریا میں اسوقت ۲۵ - ملین سلافی رہتے ہیں جنمیں صرف سروی ساڑھے پانچ ملین ہیں -

ان اسٹروی سرویوں کی آبادیاں انکے ہم نسل سرویا کے جوار میں واقع ہیں اور جیسا کہ معلوم ہے' روس اور آسٹریا کے تعلقات نہایت نازک ہیں - پس اگر کسی وقت ان دونوں سلطنتوں میں جنگ چھڑ گئی تو سرویا نصف ملین فوج میدان جنگ میں بھیج سکے گی اور یقیناً اس صورت میں آسٹریا کے سروی بھی روس ہی کے ساتھہ ہونگے -

مختصراً یہ کہ محالفت ثلاثیہ نے اسوقت ایک طرف تو ترکی کی دوستی کھوئی - دوسری طرف ریاستہاے بلقان کی عداوت مول لے لی - خصوصاً ان کارروائیوں کی وجہ سے جو آسٹریا نے سرویا اور جبل اسود کے ساتھہ کیں ہیں -

جو کچھہ میں کہہ رہا ہوں ' اسمیں منفرد نہیں ہوں - ایک دی اثر جرمن پارٹی کے لسان الحال یعنی اخبار " جرمانیا " کا بھی یہی خیال ہے - وہ اپنی ایک تازہ اشاعت میں لکھتا ہے :

" ہم بار بار کہہ چکے ہیں کہ ریاستہاے بلقان کی کامیابی دراصل روس کی کامیابی ہے' پس اگر عام جنگ یورپ چھڑ گئی اور مفاہمت ثلاثیہ' محالفت ثلاثیہ کے مقابلے میں کھڑی ہوگئی تو ریاستہاے بلقان مفاہمت ثلاثیہ سے قطعاً مل جالیں گی -

آج تک ہمارا خیال تھا کہ ہمیں انگلستان کے ساتھہ جنگ کے لیے تیار ہونا چاہیے ' لیکن ان اخری مہینوں میں حالات بالکل بدلگئے ہیں' اور اب ہمارا فرض یہ ہے کہ انگلستان کی جگہ روس سے جنگ کے لیے تیار ہوں - کیونکہ اب " مسئلہ شرقیہ " نے " مناظرۂ جنس جرمنی و سلافی " کی شکل اختیار کرلی ہے "

حال میں جرمنی نے ہسپانیہ کو ملانے کی کوشش بھی کی ہے مگر آثار و علائم سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں کامیاب نہ ہوگی اور ہسپانیہ مفاہمت ثلاثیہ میں شامل ہو جائیگی -

الاتحاد الاسلامی

یعنی مسلمانان ہند کا ایک بین الملی عربی مجلہ

جو

ماہ شوال سے شائع ہونا شروع ہوجائیگا

اور

جس کا مقصد وحید جامعۂ اسلامیہ ' احیاء لغۃ اسلامیہ ' اور ممالک اسلامیہ کے لیے مسلمانان ہند کے جذبات وخیالات کی ترجمانی ہے -

الهلال کی تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانہ مع محصول ہندوستان کے لیے : ۲ - روپیہ ۸ - آنہ

ممالک غیر : ۵ - شلنگ -

درخواستیں اس پتہ سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹریٹ - کلکتہ

غبطۃ الناظر

سوانح عمری شیخ عبد القادر جیلانی (رض) عربی زبان میں تالیف ابن حجر عسقلانی - خدا بخش خاں کے کتبخانے کے ایک نایاب قلمی نسخہ سے چھاپی گئی - کاغذ ولایتی صفحہ ۵۶ - قیمت صرف ۸ - آنہ علاوہ محصول ڈاک - صرف ۵۰ کاپیاں رہگئی ہیں - ملنے کا پتہ - سپرنٹنڈنٹ بیکر ہوسٹل - ڈاکخانہ دھرمتلہ - کلکتہ -

المراسلة والمناظرة

الفتنة اللغويه

حظ و کرب " یا " لذت و الم "

از : الهلال

(۱)

وما لهم به من علم' إن يتبعون الا الظن' وان الظن لا يغني من الحق شئيا - (۵۳ : ۳۰)

اس بارے میں انکے پاس کوئی علم اور ذریعۂ تحقیق و یقین نہیں - محض اپنے گمان پر چل رہے ہیں' اور راہ ظن و تخمین کا یہ حال ہے کہ وہ حقیقت و علم کے سامنے کچھ بکار آمد نہیں !

جمع اضداد کی لوگوں نے عجیب عجیب مثالیں دی ہیں - ایک زمانے میں مسیح رکنا کاشی کے اس مصرعہ پر تمام اساتذۂ عجم نے طبع آزمائیاں کی تھیں :

روے دریا سلسبیل و قعر دریا آتش ست !

یہ تو خیالستان شعر کے افسانے تھے' مگر میں واقعی مثالیں دیکھتا ہوں - میرے سامنے مسلمانوں کا نیا تعلیم یافتہ فرقہ ہے -

یورپ کی ترقیات نے عجائب و غرائب کو واقعات بنا دیا ہے - ضرور تھا کہ اس خصوصیت عجیبہ کا اثر اسکے پیروؤں میں بھی کرشمہ ساز عجائب ہوتا کہ یہ بھی اسی آفتاب تابندۂ فضل و علو کے ذرے' اور اسی شجر کمال و رفعت کے برگ و بار ہیں :

گرچہ خوردیم' نسبتی ست بزرگ
ذرۂ آفتاب تابانیم !

ایک مرتبہ میں نے انہیں صفحات پر اس فرقے کے " جہل و علم " کے اجتماع نقیضین پر مرثیہ خوانی کی تھی - احباب کرام کو یاد ہوگا - آج " تقلید و اجتہاد " کے اجتماع ضدین پر متحیر ہوں کہ ان هذا لشي عجاب !

ہمارے تعلیم یافتہ دوستوں کا کچھ عجیب حال ہے انکے پاؤں کو دیکھیے تو یورپ کی نا فہمانہ و کورانہ تقلید و عبودیت فکر کی زنجیریں لپٹی نظر آتی ہیں' مگر چہرے کی طرف نظر اٹھائیے تو زبان کو ادعاء اجتہاد سے فرصت نہیں ! اس سے بڑھکر دنیا میں جمع اضداد کا اور کونسا تماشا ہو سکتا ہے کہ ایک شخص آپکے سامنے آئے' اور عین اس وقت جبکہ اسکے پاؤں میں تقلید و استعباد کی زنجیریں پازیب کی طرح صدا دے رہی ہوں' اجتہاد فکر اور حریت رائے پر بے تکان لیکچر دینا شروع کردے !!

ہمارے دوستوں کا بھی یہی حال ہے - انکا سرمایۂ علم و دانش یورپ کی اعمی و سطحی تقلید سے زیادہ اور کچھ نہیں' تاہم جن چیزوں میں وہ اپنے ائمۂ ہدی کی تقلید کرنا چاہتے ہیں' انہی میں اولین شے اجتہاد تھی اور ضرور تھا کہ اس تقلید مجتہدانہ کا سفر اسی منزل سے شروع ہوتا - قینچی ہاتھ میں ہو تو خواہ مخواہ جی چاہنے لگتا ہے کہ کسی چیز کو تراشیے - اس اجتہاد کی قینچی ہمارے چابک دست دوستوں کے ہاتھ آگئی تو بیکار بیٹھا نہ گیا - یورپ کے علم و عمل کے سررشتوں پر تو کیا چلتی کہ وہیں کے کارخانے کی بنی ہوئی تھی - پس اپنے یہاں کی جو چیز سامنے آگئی' وہی بلا تامل آلۂ مشق بنی - پھر اسکی روانی بے پناہ' اور اسکی کاٹ بے روک تھی !

سب سے پہلے مشرقی علوم و فنون' تہذیب و تمدن' اور اخلاق و اداب قومی سے اسکی آزمایش شروع ہوئی' اور تھوڑے ہی دیر میں سیکڑوں برسوں کے صفحات و اوراق قدیمہ پرزے پرزے تھے !

پھر غریب مذہب کی باری آئی - یہ کپڑا دبیز تھا' اسلیے مقراض اجتہاد کی روانی بھی زیادہ تیز و شدید تھی - پھر اسکا بھی وہی حشر ہوا' جو پہلی آزمائش کا ہو چکا تھا - اور جو کچھ باقی رہگیا ہے' نہیں معلوم اور کتنی گھڑیوں کا مہمان ہے ؟

کچھ دنوں سے یہ قینچی زنگ آلود سی ہوگئی تھی' مگر میں ڈرتا ہوں کہ اب ایک نئی آزمایش شاید شروع ہونے والی ہے' اور مذہب و علم کے بعد " زبان " کا میدان جولا نگاہ اجتہاد بننے والا ہے -

ایک نیا فتنۂ لغویہ !

تمہید کی ان چند سطروں میں جو اشارات کیے گئے' یہ حالت عام تعلیم یافتہ فرقے اور انکے بعض صنادید و ائمۂ طریقت کی ہے' لیکن آجکل کے نوجوان تعلیم یافتہ اصحاب میں بعض اشخاص یقیناً ایسے بھی ہیں' جنکو اس عام حالت میں حق امتیاز و استثنا حاصل ہے' اور ہماری عام مایوسیوں میں وہ اپنے اندر ایک نمایاں نشان امید رکھتے ہیں -

میں انکی وقعت کرتا ہوں اور میری بہترین خواہش یہ ہے کہ انکے ذریعہ قوم کی وہ نا مراد امیدیں زندہ ہوسکیں' جو ۴۰ سال سے نئی تعلیم کے ساتھہ وابستہ رہی ہیں اور مایوسی کے سوا انہیں کچھ نصیب نہیں ہوا ہے - اس طبقہ کی اس تعجب انگیز خصوصیت سے بھی' جو میرے لیے "جہل و علم" کے اجتماع نقیضین کی صورت میں ہمیشہ درد انگیز رہی ہے' الحمد اللہ کہ یہ نفوس معدودۂ و قلیلہ مستثنی ہیں اور مطالعۂ علوم و ذوق تصنیف و تالیف سے نا آشنا نہیں -

انہیں چند لوگوں میں میرے عزیز دوست مسٹر " عبد الماجد " بی - اے - بھی ہیں - مجکو یقین ہے کہ انکا ذوق علمی اردو زبان کو انشاء اللہ بہت فائدہ پہنچاے گا' اور علوم حدیثہ کے تراجم میں ان سے بہت مفید مدد ملیگی جو اب تک اردو زبان میں گویا مفقود محض ہیں -

لیکن مجکو نہایت افسوس اور رنج ہے کہ " حظ و کرب " کے معاملے میں وہ ایک نہایت سخت غلطی میں مبتلا ہوگئے ہیں اور بجاے اسکے کہ جو مشورہ انکو دیا گیا تھا' اسکو تسلیم کرلیتے' محض لا حاصل بحث و مناظرے میں پڑگئے ہیں - حالانکہ یہ معاملہ انکے بس کا نہ تھا' نہ تو انکو اس بارے میں معلومات حاصل ہیں اور نہ انکے مذاق و مطالعہ کی یہ چیز ہے - انکو انگریزی سے ترجمہ کرنا چاہیے اور بس - اصطلاحات کے باب میں واقف کاروں کے مشورے کو قبول کرلینا ہی بہتر ہے - انہوں نے زبان کے متعلق ایک عجیب و غریب اجتہاد کیا ہے - یہ اجتہاد جسقدر غلط ہے' اتنا ہی متعدی ہونے کی صورت میں زبان اردو اور ادبیات علمیہ کیلیے مضر بھی ہے - انکی دوسری تحریر میں نے کلکتہ آکر پڑھی اور میں انکو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ایک فتنۂ لغویہ ہے' جسکی ابتدا کا بار وہ اپنے سر اے رہے دیں' اور خدا نہ کرے کہ وہ زیادہ متعدی ہو -

علم و اخلاق میں اجتہادات ہوچکے ہیں - مذہب اسی خنجر اجتہاد کا قتیل ہے - میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں کے مشق اجتہاد کیلیے یہ میدان کافی تھے - غریب زبان کو تو اب چھوڑ ہی دیجیے - پچھلے اشغال اجتہادیہ میں اب بھی مصروفیت کی اور گنجایش نکل سکتی ہے - اگر اس نئے مشغلہ کو از راہ ترحم ملتوی کردیا گیا تو کچھہ آپ لوگ بالکل بیکار نہو جالیں گے -

مسئلۂ وضع اصطلاحات

اور حظ و کرب

ایک وقت میں انسان کس کس چیز کو لکھے ؟ مجھے اس بارے میں دفتر کے دفتر لکھنے ہیں مگر مجبور ہوں - میں آج پھر اپنے گذشتہ جملے کو دھراتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس مسئلے کو لوگوں نے اپنی نا واقفیت و عدم جامعیت لسانین کی وجہ سے جیسا کچھہ مشکل سمجھہ رکھا ہے ویسا نہیں ہے - گو مشکل ضرور ہے مگر اشکال سے تو کوئی کام بھی خالی نہیں ہوتا -

سردست " حظ و کرب " او ر (Pleasure) اور (Pain) ہی کو ایک مثال قرار دیجیے اور کچھہ وقت عنایت فرمائیے -

میں نے اپنے دوسرے نوٹ میں حسب ذیل امور پر توجہ دلائی تھی :

(۱) عربی میں لذت و الم بعینہ انہی معنوں میں بولا جاتا ہے جنکی انہیں تلاش ہے -

(۲) حظ کا لفظ لذت کے معنے میں بالکل غلط ہے - لغت میں بھی اور اصطلاح میں بھی ' نیز اسکے معنی کو مفہوم مانحن فیہ سے کوئی قرب و تعلق بھی نہیں - پھر کونسی مجبوری ہے کہ " لذت و الم " کو چھوڑکر " حظ و کرب " اختیار کیا جاے ؟

(۳) عربی کے بہت سے الفاظ ہیں ' جو فارسی میں آکر اپنے اصلی معانی لغویہ سے الگ ہوگئے - لیکن حظ فارسی میں بھی بمعنے لذت نہیں بولا جاتا - چنانچہ اشعار اساتذہ سے متحقق کہ حظ نصیب ہی کے معنی میں مستعمل ہے -

(۴) اردو ' فارسی کی طرح اپنے علمی ادبیات میں اب تک عربی کے ماتحت ہے - اسکا کوئی خاص علمی لٹریچر نہیں - اپنی اصطلاحات نہیں - جتنی علمی اصطلاحات ہماری زبانوں پر ہیں ' سب کی سب عربی ہیں - پس اردو کے تراجم علوم میں الفاظ عربیہ کا استعمال ناگزیر ' اور اسلیے سند کیلیے اردو بول چال نہیں بلکہ عربی لغت و اصطلاح علوم کا حوالہ مطلوب - اگر لوگ حظ بمعنیے لذت بولتے ہیں تو بولیں - شعر میں ہم بھی کہدینگے - لیکن علم النفس کے مترجم کو اس سے کیا تعلق ؟

(۵) فرہنگ آصفیہ کے حوالے پر افسوس ہے -

(۶) لوگوں نے اپنی نا واقفیت سے مسئلہ اصطلاحات کو کچھہ سے کچھہ بنا دیا - فلسفہ میں ہر طرح کی عربی اصطلاحات ملسکتی ہیں -

مجھے افسوس ہے کہ آپ نے ان تمام امور میں سے کسی ایک پر بھی توجہ نہیں کی ' اور جبکہ آپ غلط فہمیوں کو دور کرنے کی فکر میں سرگرم جواب ہوے تو ان دفعات میں سے ہر دفعہ کے متعلق غلط فہمیوں ہی سے اپنے استقبال کا کام بھی لیا !

آپ نے اپنے جواب میں میری معروضات کی جس قدر تشریح کی ہے - وہی غلط ہے تا باصل بحث چہ رسد ؟

امر اول کی نسبت آپ لکھتے ہیں :

" سوال یہ ہے اور " صرف یہ ہے " (؟) کہ Pleasure اور Pain کا صحیح ترجمہ اردو میں کونسے الفاظ ادا کرتے ہیں ؟ جناب کا ارشاد ہے کہ لذت و الم ' اور میرا خیال ہے کہ حظ و کرب - آپ اپنے پر دعوے عربی لغت سے حجت لاتے ہیں ' میں اپنی تائید میں محاورہ و لغت کو پیش کرتا ہوں "

لیکن گذارش یہ ہے " اور صرف یہی نہیں بلکہ اور بھی اسکے بعد گذارشیں ہونگی " کہ آپنے دعوا ' حجت ' لغت ' اور استشہاد کے الفاظ کا خواہ مخواہ اسراف بیجا کیا - یہاں نہ ترجیح و براہین پیش کیے گئے ہیں ' اور نہ کسی استشہاد و استدلال کی ضرورت -

ان چیزوں کی وہاں ضرورت ہوتی ہے جہاں کبھی بعض میں کسی اختلاف کی گنجایش ہو - حظ کے لفظ کیلیے نہ تو میں نے عربی لغت کا حوالہ دیا اور نہ کوئی شہادت پیش کی - حظ کے معنے اس آسمان کے نیچے صرف ایک ہی ہیں - یعنے قسمت و نصیب اور بس - قلیوبی او ر درایۃ الادب کا طالب العلم بھی اسکو جانتا ہے - ایک ایسی کھلی اور عام بات کیلیے مجھے کیا پڑی تھی کہ جوہری اور فیروز ابادی کی شہادتیں پیش کرتا ؟ پس نہ میں " حجت لایا ہوں " اور نہ دعوے کی کوئی اصطلاحی شکل در پیش ہے -

میں قطعی فیصلہ نہیں کرسکتا کہ آپکو جو غلطی اصل مسئلہ میں ہوئی ہے ' وہ زیادہ سخت ہے ' یا جو متواتر و مسلسل غلط فہمیاں میری تحریر کے سمجھنے میں ہوئی ہیں ' وہ زیادہ سنگین ہیں ؟ تاہم میرے ہی لیے تو دوسری صورت اب پہلی صورت سے زیادہ درد انگیز ہوگئی ہے -

میں نے لکھا تھا کہ " فرہنگ آصفیہ کے حوالے پر افسوس ہے اور کیا کہوں ؟ " اور اسطرح بلا ضرورت کسی مذہب کے متعلق جرح و تنقیض کو بہتر نہ سمجھکر ٹالدیا تھا - مگر آپ نے اسکا یہ مطلب قرار دیا کہ مجھکو اردو لغت کے حوالے پر تعجب و افسوس ہے !

سخن شناسی نۂ دلبرا خطا اینجاست !

اب مجھکو کھولکر کہنا پڑا - اصل یہ ہے کہ میں " فرہنگ اصفیہ " کو اردو لغت کے اعتبار سے بھی قابل سند کتاب نہیں سمجھتا ' اور بالکل پسند نہیں کرتا کہ اپ کسی حوالۂ و سند کیلیے اسکی ورق گردانی کریں - افسوس اسپر نہ تھا کہ اردو لغت سے کیوں استشہاد کیا گیا - افسوس آپکی نا واقفیت پر تھا کہ فرہنگ اصفیہ کو اردو زبان کا معتبر لغت سمجھتے ہیں ' اور اس طرح بیفکر ہوکر اسکا حوالہ دیتے ہیں گویا وہ ایک مسلم و معروف کتاب ہے ! ٦

آگے چلکر آپنے " حظ " بمعنی مفروضۂ " لذت " کو اردو قرار دیا ہے ' اور غیر زبان کے مہند و متغیر المخارج والمعانی الفاظ کے اردو ہونے کو ایک ایسا نکتۂ نادر و بدیع ' و تحقیق غریب و عجیب سمجھا ہے کہ میں اسے سنکر بے اختیار چونک اٹھونگا اور حیران و پریشان ہوکر شور مچانے لگونگا - چنانچہ آپ لکھتے ہیں :

" آپ حیرت سے فرمائینگے کہ حظ تو عربی لفظ ہے اسے اردو کہنا کیونکر جائز ہے ؟ "

یا للعجب ! آپ کبھی تو مجھے غلط فہمیوں میں مبتلا دیکھکر دست تحقیق و رہنمائی بڑھاتے ہیں ' کبھی خود ہی اپنی طرف سے مجھے " حیران " فرض کر لیتے ہیں - الحمد للہ - نہ تو میں غلط فہمیوں میں مبتلا ہوں اور نہ ان حقائق غریبہ اور نکات عجیبۂ لغویہ پر متحیر ہوں - بغیر کسی " حیرانی " کے ہر شخص جانتا ہے کہ ہر زبان میں باہر کے الفاظ آکر بہ تغیر مخارج و معانی اس زبان میں شامل ہوجاتے ہیں - در اصل یہی تغیر نئی زبانوں کو پیدا کرتا ہے ' اور اردو تو مختلف زبانوں کے الفاظ کے مجموعہ ہی کا نام ہے - جو الفاظ عربی و فارسی یا انگریزی کے ادنے تغیر رائج ہوگئے ہیں '

رہ یقیناً اردو ہیں - یہ کوئی "حیرانی" و سرگردانی کی بات نہیں - میں مدت سے اس "نکتۂ نادر" کو جانتا ہوں اور باوجود جاننے کے ابتک میں نے کوئی "حیرانی" اپنے اندر نہیں پائی ہے - البتہ میری نئی "حیرانی" یہ ہے کہ آپ حرف مقصد سے خواہ مخواہ اعراض کرتے ہیں اور دقت نظر سے کام نہیں لیتے - اس اصول سے ما نحن فیہ کو کوئی تعلق نہیں' اور تحقیق و معارف کے سفر میں بڑی چیز یہی ہے کہ مختلف راہوں کے حدود کو ہمیشہ ملحوظ رکھا جائے اور ہر اصول کو اسکی اصلی جگہ ملے -

یہی سبب ہے کہ میں نے "علم النفس اور زہر عشق" کا سوال پیش کیا تھا مگر اپنی نا رسائی عرض مدعا پر متاسف ہوں کہ شرف استماع و فہم سے محروم رہا -

آپ صرف اس پر زور دیتے ہیں کہ میں علم النفس کو عربی میں نہیں بلکہ اردو میں لکھ رہا ہوں' اور اردو میں حظ لذت کے معنوں میں بولا جاتا ہے - پس میں "لذت" کو کہ عربی ہے' اپنی اقلیم قبولیت سے خارج البلد کرتا ہوں - اور اسکی جگہ "حظ" کو کہ اردو ہے' خلعت قبولیت سے سرفرازی بخشتا ہوں - اگر اس رد و قبول مختارانہ اور عزل و نصب مجتہدانہ پر کسی کو اعتراض ہے تو "دعوائے اجتہاد" علم بول چال' اور فرہنگ آصفیہ" کی عدالت کھلی ہوئی ہے!

دارو گاہے بنا فرمود' و در وے ہرسہ را
منصف و صدر امین و صدر اعلی کردہ است!

اس مقدمے کی عاجلانہ ترتیب اور فیصلے کی جلدی تو قابل داد ہے مگر شاید عدالت کے کاروبار میں ایک شے انصاف نامی کو بھی ضروری سمجھا گیا ہے ۔

اپ نے غلطیوں کا ایک اولجھا ہوا مجموعہ سامنے رکھدیا ہے -

یہ اصول بالکل صحیح ہے کہ اردو میں جو الفاظ دخایہ موجود ہیں' وہ تغیر معانی یا تغیر حروف و حرکات و صوت کے بعد اردو ہوگئے - یہ بھی مسلم سہی کہ بول چال میں حظ لذت کے معنوں میں بولا جاتا ہے' تا ہم اپکی قائم کردہ عدالت میں جانے کی کوئی ضرورت پھر بھی پیش نہیں اتی - کیونکہ میرا سوال یہ نہیں تھا کہ الفاظ عربیۂ متغیرۂ اردو کو انکے اصلی معانیے لغویہ ہی میں استعمال کرنا چاہیے اور ہماری بول چال کوئی چیز نہیں - بلکہ یہ تھا " اور صرف یہ تھا " کہ اردو میں جب کسی علم و فن کو لکھیں گے تو چونکہ اردو اپنی علمی ادبیات میں عربی کے زیر اثر اور بکلی ماتحت ہے - اسلیے لامحالہ ہمیں عربی اصطلاحات کو مقدم رکھنا پڑیگا اور جب اصطلاحات عربیہ سے کام لیں گے تو اسکے وہی معانی معتبر ہونگے جو عربی میں لیے جاتے ہیں - اصطلاحات دوسری چیز ہیں اور شعر و ادب دوسری شے - اگر عربی میں ہم کو اصطلاحات نہ ملیں (لیکن نہ ملنے کا حق ادعا علم و تلاش کے بعد ہے نہ کہ پہلے) مثلاً بعض علوم حدیثہ و طبعیات جدیدہ کی شاخوں میں' تو اُس صورت میں ہم کو نئے الفاظ وضع کرنا چاہئیں - لیکن انکی بھی دو صورتیں ہیں - یا تو اصل انگریزی اصطلاحات لے لیں - یا انکی جگہ خود نئے الفاظ بنالیں - آخری صورت میں اگر عربی الفاظ سے مدد لی گئی' تو اسمیں بھی عربی زبان و لغت کا لحاظ رکھنا ضرور ہوگا - کیونکہ ہم اردو میں علوم و فنون مرتب کر رہے ہیں - "مثنوی زہر عشق نہیں لکھ رہے"

ذرا تامل کو کام میں لائیے - دو چیزیں ہیں اور دونوں بالکل مختلف حکم و حالت رکھتی ہیں - ایک مسئلہ تو عام طور پر اردو زبان میں الفاظ کے استعمال اور انکے معانی کے قرار دینے کا ہے -

وثایق و حقایق

انسانیۃ کا ماتم !!

کیا دنیا کے استعباد کا ناسور بھر گیا ؟

ایک زمانا تھا جب شہنشاہوں کے تخت مطلق العنانی بچھے تھے' اور خدا کے بندوں کو خدا کی جگہ اسکے بندوں کی پرستش کرنی پڑتی تھی - اُس زمانے میں بادشاہ ہوتے تھے جو انسانوں کو غلام بناکر انکی گردنوں میں اپنی خود مختارانہ و معبودانہ فرماں روائی کی رسی باندھدیتے تھے - اس رسی کا سرا انکی اُن طلائی کرسیوں کے پائے میں بندھا ہوتا تھا' جو بسا اوقات انسانی خون پر کشتی کی طرح تیرتی' اور انسانوں کی لاشوں پر منارے کی طرح نصب کی جاتی تھی!

ہندؤں نے انکو خدا کا اوتار سمجھا تھا - مسلمانوں نے اپنے دور جہل و اسلام فراموشی میں اُنہیں "ظل اللہ" کا خطاب دیا تھا - انکی خلقت عام انسانی خلقت سے ارفع و اعلی' اور ملکوتیت و قدوسیت سے ممزوج یقین کی جاتی تھی - خدا کا عام قانون رحم و محبت' اور فطرۃ کی بخشی ہوئی حریت و زندگی انکے لیے بالکل بے اثر تھی - انکو مخاطب کرتے ہوے "مالک رقاب الامم" کہا جاتا تھا - یعنی بندگان الہی کی گردنوں کے وہ مالک ہیں' اور گو خدا کا عام قانون یہ ہے کہ انسان کو زندہ رہنے دو اور قتل نہ کرو' مگر اس سے بھی بالا تر انکی حکمرانی ہے' جو اپنے ایک اشارۂ ابرو پر صدہا انسانوں کے سر گردنوں سے جدا کر سکتے ہیں!

خدا زندگی کا خالق تھا پر اسکی زمین پر بادشاہان عالم موت اور خون کے دیوتا تھے' جو اسکی طرح روحوں کو پیدا تو نہیں کرتے تھے' مگر اس سے بالا تر ہو کر اسکے پیدا کردہ انسانوں کو مار ڈالتے تھے !!

انسانی دماغ کے خصائص ردیہ سے انکا دامن قدوسیت پاک تھا - انکا ہر حکم قانون' اور انکا ہر فعل شریعت' بلکہ شریعتوں کا بھی ناسخ تھا - خدا کے تصور کا ترقی یافتہ اور انتہائی درجہ یہ ہے کہ اسکو تمام صفات حدوث سے منزہ' اور تمام اوصاف مخلوقیت سے پاک سمجھا جائے - اسی طرح صرف فضائل و

[بقیہ پہلے کالم کا]

دوسرا علمی اصطلاحات کا - خدارا میرے مطلب کے سمجھنے سے اب زیادہ اعراض نہ فرمالیجیے گا - میں نے یہ کہا تھا کہ دوسری صورت میں اردو اب تک تابع عربی ہے - اور عربی الفاظ کو عربی ہی کے متعارف معانی میں استعمال کرنا پڑیگا - اسکے لیے "عام بول چال" کی سند بالکل بے معنی و بے اثر ہے -

جس اصول پر آپنے از راہ نوازش میری مفروضہ "حیرانی" دور کرنی چاہی ہے - وہ پہلی صورت کے تعلق ہے' اور ہماری موجودہ صعوبت صورت ثانی سے تعلق رکھتی ہے -

اگر آپ بحث صاف کرنا چاہتے ہیں تو اسپر غور فرمائیے - یہ بہت صاف بات ہے اور اصل راہ فیصلہ و تحقیق - فرہنگ آصفیہ اور غیاث اللغات کی ورق گردانی میں بیکار وقت ضائع نہ کیجیے -

مناقب هي انكي طرف منسوب هوسكتے تھے اور صرف اچھائیوں اور نیکیوں هي کے وه مضاف الیه تھے - برائیاں أسي وقت تک برائیاں تھیں ' جب تک که وه انسانوں سے سرزد هوتي تھیں - پر اگر پاشاهوں کي قدوسیت کا دست اراده انکي طرف بڑھا ' تو پھر وه یکسر حسن و صواب هو جاتیں !

ظلم و جبر ' غصب حقوق و مال ' تعذیب وحشیانه اور خونریزي سفاکانه ؛ یه تمام سخت سے سخت انساني جرائم و معاصي هیں جن پر قانون کي طرح پادشاهوں کے درباروں سے بھي سزائیں دي جاتي تھیں - تاهم پادشاه کیلیے سب جائز تھا - اگر ایک ڈاکو کسي ایک انسان کو زخمي کر دے تو اسکو بادشاه سولي پر چڑھاتا تھا ' لیکن اگر وه خود هزاروں انسانوں کا خون سیلاب کي طرح بها دے ' تو کوئي نه تھا جس کو اسپر حق حرف گیري هو - کیونکه ظلم أسي وقت تک ظلم تھا ' جب تک که پادشاه کي جگه کسي دوسرے سے سرزد هو - پادشاه اگر ظلم کرتا هے تو وهي عدل و انصاف هے -

---

تاریخ میں فراعنۂ مصر کے حالات لکھے هیں ' اور جبا برۂ بابل وکلدان کي مطلق العنانیوں اور معبودانه اختیارات کے نقوش و اثار اب تک دریاے فرات کے کنارے کے کھنڈروں اور ٹیلوں کے اندر سے برامد هو رهے هیں - علم اثار عتیقۂ مصر (اجپٹیا لوجي) میں ایسے نقوش و رسوم هم نے دیکھے هیں ' جنمیں فراعنه کے طریق تعذیب و قتل کے عجیب عجیب آلات کے نظارے دکھلاے گئے هیں -

ادنے ادنے قصوروں پر تاتاریوں نے بڑي بڑي آبادیوں کے قتل عام کا حکم دیدیا تھا !

همارے کتب کلام و عقائد میں عدل باري تعالے کے مباحث طلبۂ علوم اسلامیه نے پڑھے هونگے - معتزله کہتے هیں که الله تعالی پر عدل واجب هے - شیعه علم کلام میں بھي توحید و نبوت و امامت کے ساتھه عدل کو تسلیم کیا گیا هے ' مگر اشاعره کہتے هیں که خدا پر کوئي شے واجب نہیں هوسکتي - وه ظلم بھي کرے تو ظلم نہیں - ظلم أسي وقت تک ظلم هے ' جبکه دوسرے کي ملکیت میں تصرف هو - دنیا میں جو کچھه هے وه أسي کا ملک هے - اپني ملکیت میں وه جو چاهے کرسکتا هے - لا یسئل عما یفعل -

---

پادشاهت کے اختیارات بھي ایسے هي تھے - جبکه پاشاه " مالک رقاب الامم " یعنے انسانوں کي گردنوں کا مالک تھا - اسکے ملک میں جو کچھه تھا ' وه أسي کا اور أسي کیلیے تھا ' تو پھر بقول اشاعره ' اپني ملکیت میں تصرف خواه کسي عنوان سے هو ' ظلم سے موسوم کیونکر هو تا یفعل ! ما یشاء و یختار

دنیا کي یه غلامي علم اور انساني حکمراني کا تسلط بے روک تھا ' مگر چھٹي صدي عیسوي میں جبکه روم و یونان اور مصر و اسکندریه جیسے مراکز علم و تمدن گرفتار تعبد انساني تھے ' عرب کے گمنام و مجهول خطے سے یکایک انساني حکومت کي جگه خدا کی حکومت کا اعلان هوا -

یه اسلام کی آواز تھی ' جس نے ایک طرف تو اُن بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ' جو حجاز کے معبد ابراهیمی کے اندر رکھے گئے تھے - دوسري طرف اُن انساني بتوں کو بھي سرنگوں کر دیا جو طلائي کرسیوں پر بیٹھکر بندگان الہی کو اپنے آگے سربسجود دیکھنا چاهتے تھے اسکا علان عام یه تھا که : " ان الحکم الا الله " حکومت کسي کیلیے نہیں - صرف الله هي کیلیے هے !!

اس سے بھي بڑھکر یه که اُس نے صاف صاف هر طرح کے انساني اختیارات مالک و حکم کے ادعا کو شرک قرار دیا :

ما کان لبشران یوتیه الله الکتاب و الحکم و النبوة ' ثم یقول للناس کونوا عبادا لي من دون الله (۳ : ۷۴)	کسي انسان کو یه حق نہیں که الله اسکو کتاب یا حکم یا نبوت عطا کرے اور وه انسانوں کو اپنے سامنے جھکاکر گویا ان سے کہے که الله کو چھوڑکر میري پوجا کرو !

تاریخ نے اس دور حکمراني و حکومت کے حالات محفوظ رکھے هیں مگر وه اسپر ماتم کرتي هے که یه دنیا کا بدترین عهد وحشت و ظلمت تھا - اور پھر مژده سناتي هے که " انقلاب فرانس " کي چمکتي هوئي شمشیر حریت و مساوات نے انسان کے پانوں کي وه تمام زنجیریں کاٹ دیں ' جو شخصي حکمراني کي جباري ' اور پادشاهوں کے خود مختارانه اختیارات نے ڈهالي تھیں - اب قانون و دستور اور مساوات و جمهور کا دور دوره هے - تخت فرماں روائي اُلٹ گئے هیں ' اور پارلیمنٹیں کھل گئي هیں - اشخاص کي جگه قانون کي اور زور و قوت کي جگه حق و برهان کي حکمراني هے !

پھر کیا یه سچ هے ؟

کیا واقعي دنیا کي مصیبتیں ختم هوگئیں ؟ کیا اسکی غلامی و مظلومی کا پرانا ناسور بھر گیا ؟ کیا حق اور قانون نے انسان کو اسکی چھنی هوئي عزت واپس دلادي ؟ اور کیا اب وه سیلاب خونین بند هوجائیں گے - جو انسان کی گردنوں سے بهه کر کرۂ ارضی کے ذرے ذرے میں جذب هو چکے هیں ؟

حقیقت یه هے که تاریخ نے دنیا کو مژدۂ امن سنانے میں جلدي کي - دنیا کي مصیبتیں ابھي کہاں ختم هوئیں ؟ اسکي پیشاني کے ناسور کو کس نے مندمل دیکھا ؟ شاید اُسنے اپنے سوگ کے کپڑے اُتار دیے هوں ' مگر اُسکي صورت تو ابتک ماتمي هے ! قانون اور اخلاق کي گردن پر انساني ظلم و تعدي کي چھري جس تیزي سے چل رهي تھي ' اب بھي چل رهي هے - البته پہلے ظلم و جبر کا دیو اپني اصلي صورت میں آکر اُسے ذبح کرتا تھا ' اب عدل و انصاف کے فرشته کا بھیس بدلکر چھري تیز کرتا هے !

هر شے کي صورت بدل گئي هے ' هر جسم نے نئے کپڑے پہن لیے هیں - هر چیز کا نام بدل دیا گیا هے - هر سطح متغیر ' اور هر ظاهر متبدل هے - لیکن حقیقت کو دیکھیے ' تو اب بھي وهي هے جو پہلے تھي !!

دنیا جب تاریکي میں مبتلا تھي تو قتل وغارت کرتي تھي - لیکن اب که روشن هوچکي هے ' کن مشغلوں میں رهتي هے ؟

پہلے انسان انسانوں سے لڑتے تھے ' لیکن اب کیا جنگل کے درندے انسان کا خون بہاتے هیں ؟ کیا اس خونریزي میں ' جو صلیب کے نام سے کي جاے ' اور اس خونریزي میں ' جو تمدن کے دیوتا کي قربانیوں کیلیے هو ' کچھه بہت زیاده فرق هے ؟

پھر وه ازادي و مساوات اور حریت و انصاف کہاں هے ' جس کا فرشته ' امن کي منادي کررها هے ؟ کبھي اسکا مراکش کے خرابے پر بھي گذر هوا ؟ کبھي ایران کي ویرانیوں پر بھي اس نے نظر ڈالي ؟ وه خون جو طرابلس میں بہا ' وه لاشیں جو بلقان اور رومیلي کے دیہاتوں اور قصبوں میں تڑپیں ' کیا اُس نوع انساني کي نه تھیں ' جسکو عدل و امن کا پیغام دینے کیلیے وه زمین پر اُترا هے ؟

هم کو اسکا جواب عدالتوں کي محرابوں ' پارلیمنٹوں کے دروازوں ' قانون کي مجلدات ' اور قلم و سیاهي کے نقوش سے نه دو ' بلکه

سطح زمین پر گذرنے والے واقعات کے اندر دکھلاؤ - جبکہ ۳ - اگست کو کانپور کے اندر چند اینٹوں کے جمع کرنے کے جرم میں معصوم بچوں اور نہتی رعایا کا بے دریغ قتل عام کیا جا سکتا ہے' تو هندوستان کي آئیني حکومت ' حکام کي مسئولیت ' قانون کا حکم عام ' اور کونسل کے پر شوکت هال کا حواله دینا بیکار ہے ! -

دنیا کے تغیرات پر ساري دنیا کا ایمان ہے' مگر سچ یه ہے که اس پتھر سے بڑھکر اور کسي شے میں انجماد نہیں - یه کبھي نہیں بدلتي - تغیرات اسکے لیے بے اثر هیں - وہ اپني چادر بدل ڈالتي ہے مگر اپني صورت نہیں بدلتي - یه ضرور ہے که جمہوریت و قانون نے شخصي پادشاهتوں کے تخت الٹ دیے هیں جو زمین پر بچھاے جاتے تھے - لیکن وہ دل تو اب تک نہیں بدلے ' جو انساني خود پرستي و استبداد کے سینوں میں محفوظ هیں !

اب وہ تخت زرنگار کم هوگئے هیں ' جن پر مطلق العناني کے دیوتا بیٹھکر اپني پرستش کراتے تھے - لیکن اُن مغروروں کي تعداد میں کچھه بھي کمي نہیں هوئي جو بغیر تاج و تخت کے اپني خود پرستي اور حاکمانه گھمنڈ کي پوجا کرانا چاهتے هیں - لوگوں کے سر پر تاج نہیں ' لیکن دماغوں میں حاکمانه نخوت بدستور باقي ہے - پادشاہ کي زبان کي طرف اب ظلم منسوب نہیں هوتا مگر قانون کے نام سے ظلم کیا جاسکتا ہے - پہلے تخت مطلق العناني پر بیٹھکر پادشاهت هوتي تھي - اب قانون کے کتب خانوں میں بیٹھکر شہنشاهي کي جاتي ہے !

کیا هوا اگر تاریخ قدیم کے مشہور شہنشاہ دنیا میں نہ رہے - (سر جمیس مسٹن) بالقابه تو موجود هیں - شہنشاهي کچھه سر پر تاج رکھنے هي سے نہیں هوتي - شہنشاهوں کا سا ادعا اور فرماں روائی کي سي ضد اُس سر میں هوني چاهیے ' جو تاج سے چھپاے جاتے تھے - تاریخ قدیم کو اگر اپنے دور شخصیت کے ایسے شہنشاهوں پر ناز هو جنھوں نے اپني خواهش کے آگے تمام درباریوں کي آہ و زاري اور سعي و سفارش کي پروا نه کي ' تو آپ بھي (سر جمیس مسٹن) کو بلا تامل پیش کر دے سکتے هیں' جو اس دور قانون و آئین میں کروڑوں انسانوں کي منت زاري کو بے نیازانه ٹھکرا دینے کا فخر کرسکتے هیں -

ایک مطلق العنان شہنشاهي کے ضروري اجزا کیا هیں ؟ اچھي طرح تلاش کر کے چند لازمي اوصاف چھانٹیے اور پھر ایک ایک کر کے سامنے لائیے - ایک شہنشاہ کیلیے پہلي بات یه ہے که اسپر قانون کي حکومت نہو بلکه قانون اسکي زبان کے ماتحت هو - وہ اپنے ارادے میں مطلق العنان ' اور اپني رائیوں میں انساني مشورے سے بے پروا هو - وہ جو چاہے کر گزرے مگر رعایا کو کوئي حق نہو که اپني خواهش کي تعمیل کا مطالبه کرے - اسکي هر راے صواب ' اور اسکا هر فعل عدل هو -

قانون کہتا ہے که مساجد محفوظ هیں مگر سر جمیس مسٹن کے لیے یه بالکل بے اثر ہے' کیونکه مسجد کے هونے نہونے کا فیصله انکے هاتھه میں ہے نه که کسي اور کے - وہ چونکه کہتے هیں که کانپور کي مسجد کا متنازعه فیه حصه مسجد نہیں ہے ' اسلیے انکے اوپر کوئي نہیں جو کہے که ایسا نہیں ہے -

مطلق العناني کے یہي معني هیں که جو چاهیں کر گزریں اور اس شہنشاہ اعظم نے بھي جو چاها کیا -

ایک پوري قوم کہتي ہے که یه مسجد ہے اور مقدس - مگر وہ بالکل مجبور نہیں که کسي انساني راے کو تسلیم کرنے کیلیے مجبور کیے جائیں - علمائے دیني کا فتوا بھي بیکار ہے - کیونکه پادشاہ کي

[بقیہ پہلے کالم کا]

مرضي سب سے بالا ہے اور وہ اُسے تسلیم کرنا نہیں چاهتا - لوگ اسکے سامنے جاتے هیں اور عاجزي سے التماس رحم کرتے هیں ' مگر ذات اقدس شاهانه کے طرف سے جواب ملتا ہے که رحم سے بھي مقدم چیز شہنشاهي رعب و عظمت کي شان جلال و جبروتي کا تحفظ ہے ' پس اب انسانوں کو صبر' اور زمین کے بسنے والوں کو سر اطاعت خم کردینا هي چاهیے -

رهي شیخ الاسلام ہے جو مسلمانوں کے مذهبي مسائل کي نسبت فتوا دیگا ' اور اس مجتهد اعظم اور صاحب امر آگے تمام علما کے فتوے بیکار هیں - کیونکه وہ پادشاہ ہے اور پادشاہ جو چاہے کرسکتا ہے !

بريد فرنگ

هموا بوسا ام ينالسو!

انگلستان کا مشہور رساله (ریویو اف ریویوز) اپني تازہ اشاعت میں لکھتا ہے :

" تاریخ عالم میں مشکل سے ایسي کوئي خطرناک اور جانفرسا نظیر مل سکتي ہے ' جیسي که پچھلے مہینے بلقان میں انقلاب کي حالت میں ظاهر هوئي - اگرچه موسم گرما هي میں اس خطرہ کے آثار پاے جاتے تھے' تاهم امید باقي تھي که حلفاے بلقان امن سے اپنے مال غنیمت کو تقسیم کرینگے - روس نے پیشقدمي کرنے والے کو دھمکي دي تھي اور اسي وجه سے سینٹ پیٹرز برگ میں جو کانفرنس منعقد هونیوالي تھي' اس میں انفصال معاملات کي توقعات عام طور پر امید افزا تھیں - بہادرانه و نمایاں فتوحات کي ثمر چیني کا وقت ' اور ترکوں کو همیشه کے لیے یورپ سے نکال دینے کي آرزو پوري هونیکا زمانه آگیا تھا -

جو جوهر مردانگي انھوں نے میدان جنگ میں دکھاے تھے' انکو اپني اندروني ترقي اور دیگر معاملات میں بھي صرف کرتے - مگر بلغاریه کے دل میں هوس کا شیطان حلول کرگیا اور تمام جزیرہ نما پر قبضه کرنے کے خیال میں پڑگئي - اس بیہودہ کوشش میں اس نے افسوس که سب کچھه کھودیا - سرویا سے لڑي اور رومانیا حو موقع کي منتظر تھي' بیچ میں کود پڑي اور بلغاریه اپنے ساتھیوں سے نہایت درجه احمقانه اور ذلیل طریقه سے دست و گریباں هوگئي -

مگر اس سے بھي زیادہ سخت خطرناک اور افسوسناک واقعه وہ تھا' جو ترکوں کے دوبارہ قبضۂ ادرنه سے همارے سامنے آیا - ترکوں نے لندن کي صلح کانفرنس کا کچھه خیال نہیں کیا - اپني کھوئي هوئي زمین بہت تھوڑي کوشش سے واپس لے لي - انھوں نے دفعتاً بلغاریه پر حمله هي کردیا - کوئي مورخ اور نکته چیں بلغاریه کے اس جرم کي معذرت نہیں کرسکتا که اس نے فتح کے بعد ذلت و نامرادي کي شکست کھائي - اُسکي تقدیر کا فیصله واقعات کے نہایت سخت الفاظ میں هوچکا ہے - افسوس صد افسوس غریب بلغاریا ! تجھه پر جس قدر افسوس کیا جاے کم ہے ! تین سو برس تک ترک تجھه پر ظلم کرتے رہے - آخر کار تجھے گلیڈسٹن کي اعلی فصاحتوں نے اور وکٹر هیگو (Victor Hugo) کي موثر تقریروں

مراسلات

بنے چونکا کر آزاد کرایا - یورپ کے اخبار نویسونکی جماعت نے تیرا ساتھہ دیا ' اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ روس نے تجھکو اپنے خزانے ' اپنے سامان ' اور اپنے آدمیوں سے مدد دی - لیکن افسوس کہ تونے موقت کی قدر نہ کی ' اور آزاد ہوکر پھر غلام بن گئی ! ! "

مسئلۂ عرب

الفتنہ نائمۃ ' لعن اللہ من ایقظہا

عمان کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تک امام عمان برابر فتوحات حاصل کر رہا ہے - نزوا کے قریب کے چند مقامات ' جیسے استک ' ذکی ' ازکی ' وغیرہ پر قبضہ کر چکا ہے - در موخر الذکر شہروں کے قلعے سختی کے ساتھہ حملہ آوروں کا مقابلہ کرچکے ہیں - اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ سمیل پر بھی حملہ کی تیاری میں ہے - سمیل ایک اہم مقام ہے اور مسقط کے درۂ خاص پر حکمراں ہے -

اپنی جگہ پر سعید فیصل بھی دوسرے ساحلی مقامات سے فوج فراہم کر کے اپنی اگن بوٹ "نور البحر" پر سمیل کے قریب بھیج رہا ھے تاکہ اسکو قلعہ بندی کرکے اپنے دار السلطنت اور انقلابیوں کے درمیان ایک سد حائل کردے - سید محمد سعید (نامہ نگار نیر ابسٹ کا عمانی دوست) اپنے ایک خط میں لکھتا ہے :

"حالات بد سے بد تر ہو رہے ہیں - نئے امام نے سمیل پر قبضہ کر لیا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ جب سید فیصل نے تھوڑی سی فوج کے ہمراہ اپنے لڑکے سید نادر کو نزو کی تسخیر کے لیے روانہ کیا تھا ' تو اسی وقت اس کوشش کی قسمت میں ناکامی لکھدیگئی تھی - سید نادر یہ دیکھکے کہ تعلیمات کی بجا آوری ناممکن ہے ' سمیل چلا گیا - جہاں اس نے اس فتنہ کے دبانے کی کوشش سے پہلے مزید کمک کا انتظار کیا - لیکن اس عرصہ میں امام نے کئی شہروں پر قبضہ کرکے حیرت انگیز کامیابی حاصل کرلی تھی - ۴ - جولائی کو امام اور اسکی فوج نے باشندوں کی معیت کی بدولت شہر پر قبضہ کرلیا - سید نادر اور اسکی فوج نے قلعہ میں پناہ لی - وہ اس مراسلت کی تحریر کے وقت ساعت بساعت اپنی گرفتاری کی توقع کو رہا ہے "

اپنے آپ کو بے بس دیکھکر سید فیصل نے حکومت ہند سے درخواست کی ہے کہ اسکو مدد دیجاے ' تا کہ وہ اپنے لڑکے کی مدد اور مسقط کی مدافعت کرسکے - اس موقع پر عمانیوں نے یہ ظاہر کیا کہ انمیں اپنے سلطان کے ساتھہ وفاداری بالکل نہیں رہی - انمیں سے ایک بھی اسکی مدد کرنا نہیں چاہتا - سلطان کی درخواست پر بوشہر سے چار سو سپاہی آگئے ہیں - انکے علاوہ بمبئی سے بھی ایک ہزار سپاہیوں کے آنے کی امید ہے -

یہ فتنۂ خوابیدہ کی ایک نئی مگر بے وقت کی بیداری ہے ' جسکا سامان مدتوں سے موجود تھا ' اور اب انگلستان کیلیے مسئلۂ عرب کے متعلق بہت سے عمدہ کام شروع ہو جائیں گے -

فانا للہ وانا الیہ راجعون !

دعـــوت و تبلـــیغ اســـلام

ایڈیٹر الہـــلال اور اشغـــال سیـــاسیہ

(از جناب نواب حاجی محمد اسماعیل خاں صاحب رئیس دتاولی)

میں نے الہلال کے اکثر مضامین کو بغور پڑھا ہے اور مجکو اس کے عرض کرنے میں بالکل تامل نہیں ہے کہ آپکا طرز تحریر اور طرز اداے خیالات نہایت اعلی اور موثر ہے - آپکی معلومات دینی نہایت وسیع ہیں - اور مسلمانوں میں ایسا وسیع المعلومات اور فصیح البیان بزرگ انکے واسطے باعث فخر ہے - مگر میں اس عرض کرنے کی معافی چاہتا ہوں کہ اپکے سیلاب بیان کا بہاؤ فائدہ رساں شکل اور صورت میں نہیں ہے ' اور اس لحاظ سے میں قابل عفو ہوں اگر اپنی راے کا خلاصہ عرض کروں -

چونکہ جناب کے خیالات کا رجحان مذہب کی طرف خاصکر ہے اسواسطے اگر جناب اوسی حصۂ کار کو جو مذہب اسلام کی اشاعت سے تعلق رکھتا ہے ' اختیار فرمائیں ' تو بالیقین آپکی ذات ستودہ صفات مسلمانوں کے واسطے بے حد مفید ہوگی - مجکو نہایت افسوس ہے کہ ہمارے علمی یا مذہبی ذوات اپنا حصۂ زندگی پالیٹکس میں جلد صرف کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں - مثلاً خود جناب ' یا جناب مولانا شبلی اسکی مثال ہوسکتے ہیں - کاش اگر آپ حضرات اپنی قابلیت صرف اعلاے کلمۃ اللہ کے واسطے وقف کردیں تو پالیٹکس کی نسبت بہت زیادہ مفید ثابت ہو - علی الخصوص اسوجہہ سے کہ شاہ راہ ترقی اسلام بالکل ویران ہے -

ندوۃ العلما کی وجہ سے مجکو بہت امید بندھی تھی کہ ہم میں روشن خیال عالم پیدا ہو جائینگے - مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کی بد نصیبی کا بادل اسپر بھی برسے بغیر نہ رہسکا - بظاہر چند سالوں میں یہ انسٹی ٹیوشن بند ہو جائیگا یا مسلمانوں کے کاموں کے قابل مضحکہ ہونے کی ایک جدید مثال بنجائیگا - یہ تو ایک جملہ درمیانی تھا - میں نے چونکہ جناب کی خدمت والا میں عرض کرنے کو قلم اوٹھایا ہے ' لہذا اسکی بابت میں ختم کلام کرونگا - یعنے اس زمانہ میں اشاعت مذہب اسلام کی ہندوستان کے اندر اور دوسرے ملکوں میں سخت ترین ضرورت ہے اور مذہب اسلام کی سادگی کے اعتبار سے مجکو تو یقین کامل ہے کہ یہ تعلیم ممالک متمدنہ میں ضرور قابل توجہ اور لائق قبول ہوگی - بشرطیکہ موزوں اور مناسب طریقوں سے واقف اور ماہر علوم و روشن خیال بزرگوں کے ذریعہ انکے روبرو پیش ہو -

پس میری راے میں آپ اپنی قابلیت ' اولو العزمی ' اور قوۃ تحریر و تقریر کے لحاظ سے اگر اس کام کو شروع کریں تو اوسکے واسطے سرمایہ بہم پہنچ سکنا آسان ہے ' اور نیز یہ کام بھی چل نکلیگا - اور نہایت خوشی ہوگی کہ آپکی قوت بجاے بیجا خرچ ہونے کے برمحل اور کار آمد ہوجالیے گی -

میں اپکو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے یہ عریضہ لکھا ہے ' اور میں اپ سے محبت رکھتا ہوں اور اپکی دل سے تعظیم کرتا ہوں -

مجهکو یاد نہیں که جناب سے نیاز حاصل ہے یا نہیں ؟ لیکن اب میں " الهلال " کے سبب سے جناب پر ضرور اچهي طرح جانتے کا فخر کرسکتا ہوں ' اور هم دونوں نے الحمد لله مسلمان هوئے اور اس وجه سے که مسلمانوں پر یه سخت وقت ایسا ہے که اگر اب بهی غفلت اور غرور کیا گیا تو شاید ایده تباهي هي تباهي نظر اتي ہے ' میں نے ان سطروں کے لکهنے کي ڈرتے ڈرتے جرات کي ہے - کاش جناب مجهه سے اتفاق کرلیں ' اور اپکا دریاے خیال اوس طرف بہنے لگے ' جس طرف پاني کي ضرورت ہے تو مسلمانوں کا بے حد فائده هو -

میري صغر سني میں ایک زمانه تها جب پبلک معاملات کو گورنمنٹ کے حضور میں پیش کرنے والے ناپید تهے ' اگر اوس زمانه میں جناب الهلال کو پالي ٹکس کے واسطے نکالتے تو شاید موزوں هوتا مگر اب تو ایسے لوگوں کي کمي نہیں ہے بلکه شاید ضرورت سے زاید وه اشخاص پیدا هوگئے هیں جو اس کام میں لگ رہے هیں -

بدینوجه اگر جناب اسي میں انحصار وقت کردینگے تو کوئي مفید اضافه نه هوگا - بلکه اگر اپ حلم و بردباري سے سننا چاهیں تو باادب گذارش کرونگا که کبهي کبهي جناب کا جوش و خروش اپنے بیگانوں کي راحت میں خلل انداز بهي هو جاتا ہے - الغرض جناب کي توجه اشاعت اسلام کے واسطے محدود هو جاے تو بے حد فایده رساں مسلمانوں کے واسطے هو - میري راے میں یه ایک فرض کفایه ہے جس سے سبکدوشي اوس وقت تک نه هوگي جب تک که اچهه مسلمان اس کام کے واسطے اپنے تئیں وقف نه کردینگے - اور جناب کا وجود باوجود اس بار کے اوٹهانے کے هر طرح قابل اور اسکا هر طرح اهل ہے -

آپکا ادنی خادم اور دیني نیازمند
اسماعیل

الهـــلال

نہایت ممنون هوں که جناب نے ایک نہایت مفید اور ضروري مبحث چهیڑ دیا - انشاء الله عنقریب تفصیلي طور پر اپني معروضات خدمت والا میں پیش کرونگا -

---

(اعـــلان)

مولانا ابوالکلام ایڈیٹـــر الهـــلال

کي لکهي هوئي حضرة سرمد کي اردو زبان میں پہلی سوانح عمري جسپر خواجـه حسن نظامي حسب ذیل راے دیتے هیں که باعتبار ظاهر اس سے اعلی اور شاندار الفاظ آجکل کوئي نہیں جمع کرسکتا - اور باعتبار معاني یه سرمد کي زندگی و موت کي بحث هي نہیں معلوم هوتی - بلکه مقامات درویشي پر ایک مستقل نسخه اور البیلا خطبه نظر آتا ہے " - قیمت روپي ڈهائي آنے (۰۲) -

آنے والے انقـــلابات

کے دریافت کا شوق هو تو حکیم جاماسپ کي نایاب کتاب ' جاماسپ نامه کا ترجمه طلب فرما کر دیکهئے - جو ملا محمد واحدي ایڈیٹر نظام المشائخ نے نہایت فصیح اور سلیس اردو میں کیا ہے - پانچ هزار برس پہلے اس میں بحساب جفر و نجوم آجتک کی بابت جسقدر پیشین گوئیاں درج کي گئي تهیں وه سب پوري اتریں - مثلاً بعثت آنحضرت صلعم - معرکه کربلا - خاندان تیموریه کا عروج و زوال وغیره وغیره - قیمت روپي ڈهائي آنے (۰۲)

المشـــــــــتهـر

منیجر رساله نظام المشائخ و درویش پریس ، دهلي

تاریخ حیات اسلامیه

مسلمـــانان هند کا ایک ورق

شهـــداء کانپور اعلی الله مقامهـــم

تقاضا کر رهي ہے مجهسے یه میري پریشاني
مسلمانوں کي حالت پر کروں کچهه مرثیه خواني
تماشا دیکهیے اندوه و حرماں بڑهتے جاتے هیں
سرشک خوں سے کس کس کي جالے گي مهماني ؟
شهیدان ستم کا خون بول اٹهے کا لاکهوں میں
چهپاے سے نہیں چهپنے کي ظالم کي ستم راني
بہا ہے خون پاني هوکے کسکا آج مسجد میں ؟
هوئي ہے مذبح هندوستاں میں کسکي قرباني ؟
مسلمانو یه گهر میں بیٹهه کر رونیسے کیا حاصل
یهي اسلام کا شیوه ' یهي ہے کیا مسلماني ؟
کمر همت کي باندهو ' اٹهه کهڑے هو نام حق لیکر
تمهارا فرض ہے اپني مساجد کي نگهباني
خدا کی راه میں جو جان تک قربان کر بیٹهے
تمهارا فرض ہے انکے لیے اب زر کي قرباني
هوے صید مصائب اسقدر اب اور بهي هوگے
نه چهوڑي ایسي حالت میں بهي گردوں نے تن آساني

(سید محمد قمر الدین قمر حیدر آبادي منیجر انصاریه مڈیکل)
(هال بمبئي)

مصیبت زدگان کانپور کي دائمي اعانت

دائمي اعانت کي پہلي مثال جلیل

از جناب مولانا محمد علي صاحب طبیب سیشن جج صوبه ورنگل ملاقه نظام

شهداے مرصوف کے بیوگاں اور اشخاص زیر کفالت کے لیے اور اونکے یتیم اطفال کے لیے تا ختم تعلیم و عمر رشد ' کفالت کرني چاهیے - اسوقت جوش میں امدادي رقوم کا جمع هو جانا ممکن ہے - اوس سے کوئي مکان یا دکانات یا باغات الغرض کوئي جائداد غیر منقوله لیلي جاے - یا کسی تجارت میں شرکت کي جاے اور اسکي امدني سے همیشه انکی اعانت هوتي رہے -

میں اپني ذات سے اتنا کرسکتا هوں که حتی الامکان اپنی حیات تک پانچ روپیه ماهانه دیتا رهونگا ' لیکن ایسے انتظام کی توقع همارے دوسرے مسلمان بهائیوں کے مذاق کے لحاظ سے کسیقدر دشوار ہے - اور اگر خدمت گزاران ورثاء شهدا کو ایسي توفیق خدا کرامت فرماے ' تو زہے قسمت - اسکا جواب جلد عنایت هو -

میں ایک ضعیف القلب اور کثیر الهموم اور سریع العروا یع شخص هوں - اسوجه سے میرے مزاج میں سراسیمگي کي حالت رها کرتي ہے اور کسي ادنے سے واقعه کي خبر سے بهي غیر معمولی طور پر متاثر هو جایا کرتا هوں - ایسکي آزادانه اور بے باکانه حق گوئي دیکهکر میرے قلب کي حالت دگرگوں هو جاتي ہے -

[ ]

میں اس بات کے مکرر عرض کرنے کی معافی چاہتا ہوں کہ جناب اپنے اظہار آرا میں کسیقدر لینت استعمال ضرور فرمایا کریں کہ زمانہ حق گوئی کا نہ رہا - تاکہ آپکا ہلال زیادہ عمر تک قوم کے کان کھولتا رہے - ہملوگ ہنوز خواب غفلت سے کسیقدر چونکے ہیں - ہمکو بیدار کرنے اور اٹھاکر کھڑا کرنیوالے کی سخت ضرورت ہے - ہماری رفتار میں ابھی ہزاروں رکاوٹیں ہیں - الغرض حالات زمانہ کی رعایت سے ہمکو غافل نہونا چاہیے - والسلام - ناچیز سید محمد علی طبیب سیشن جج صوبہ ورنگل

انجمن رفاہ المسلمین تندورہ لعل گنج ضلع پرتاب گڈہ کا ایک جلسہ ۵ - ستمبر بروز جمعہ سنہ ۱۹۱۳ ع کو منعقد ہوا - مولوی سید محمد اختر صاحب مدرس مدرسہ تبلیغ الاسلام اور مولوی حبیب اللہ صاحب صدر انجمن نے وعظ بیان فرمایا اور واقعہ کانپور کا نہایت وضاحت کے ساتھہ تذکرہ کرکے زر اعانت امداد مظلومان کانپور کی تحریک کی - مبلغ ۱۲۵ روپیہ ۶ - آنہ علاوہ زیورات اور کپڑے کے اسیوقت وصول ہوگیا - مولوی محمد یوسف شاہ صاحب متعلم عربی گانوں میں گشت لگا کر نہایت درد ناک آواز میں شعر ذیل پڑھتے ہوے دروازہ دروازہ گئے اور لوگوں سے وصول کیا :

اے خاصۂ خاصاں رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

یہ عجیب موثر سماں تھا - اس مناجات سے سارا گاؤں گونج رہا تھا - انجمن کے طرف سے چندہ کی برابر کوشش جاری ہے - جناب شمشیر خانصاحب رئیس کیمیہ کی محنت وجاں فشانی کا شکریہ ادا نہیں ہوسکتا -

خادم قوم - محمد یوسف - سکریٹری انجمن رفاہ المسلمین تندورہ لعل گنج ضلع پرتاب گڑہ

شہداء کانپور کا ماتم

زمین و آسمان نے تیری بربادی کی ٹھانی ہے
سنبھل مسلم ! یہ قرب روز محشر کی نشانی ہے
جو جینا ہے تو مرنا ہے جو مرنا ہے تو کیا ڈرنا ؟
سرائے دہر فانی میں ہر اک شے آنی جانی ہے

دنیا دیکھہ رہی ہے کہ تمام روے زمین نے مسلمانوں پر مظالم و مصائب کی آگ برس رہی ہے -

مراکو کے مسلمان٬ فرانس کے آتشکدہ کا ایندھن بن رہے ہیں - عربوں کی ہڈیاں صحراء طرابلس میں ٹھوکریں کھا کر گم ہوگئیں - پھر مسیح کے مسکین و غریب بلقانی بھیڑوں کے رحم و انصاف کا سیکلوں اٹھا٬ جس نے ہزاروں خان و مان والوں کو بے سرو سامان کردیا٬ اور بیگناہوں کے خون کی ندیاں بہا دیں !

ابھی ابھی کانپور میں جو شعبان ہی میں محرم آگیا٬ اسے دیکھکر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں - اس خونیں منظر کا درد ناک نظارا٬ قرعۂ ناری کی شکل اختیار کرکے٬ مدتوں اسلامی دنیا کے دلوں میں آتش ماتم کو مشتعل رکھے گا !!

تمام دنیا اپنی حکومتوں کو اپنے مال سے خراج اور ٹیکس دیتی ہے - مگر مسلمان خون سے بھی خراج ادا کیا کرتے ہیں -

افسوس اے کانپور کے شہیدو ! تم اپنی مظلومیت لیکر عالم بالا کو چلے - زمین پر تمہارا خون کیڑوں مکوڑوں کے حوالے ہوا اور تمہاری نعش کو پھولوں کی چادر نصیب نہ ہوی - تمہاری روح پاک ضرور رب العالمین کی بارگاہ میں داد خواہی کے لیے حاضر ہوگی - یاد رہے کہ تمہارے بھائیوں کے دلوں پر تمہارے دور چلے جانے سے جو کاری زخم لگا ہے٬ وہ ہمیشہ ناسور بنا رہیگا - مسٹر ٹائلر کی گولیوں کی دھواں دار بوچھاڑ٬ اور اس کے سنگینوں کی چمک بجلی کی طرح مدتوں تک ان کے کانوں میں گونجتی اور آنکھوں میں چمکتی رہیگی - ان کے دل ہمیشہ تمہاری یاد میں بیتاب و بیقرار رہینگے - تمہاری بیکسی اور بے بسی کی حالت ان کی آنکھوں کو مدتوں خون کے آنسو رلا لیگی !!

(خان محمد قریشی از کاماره شریف)

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(۱۲)

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب محمد جان از دہلی	٠	٠	۲
جناب خیر الدین صاحب - قصور - لاہور	٠	٠	۴
جناب عبدالکریم خانصاحب - ویرا راجندرا پیٹ - کورگ	٠	٠	۵
جناب محمد ابراہیم صاحب - بلڈانہ	٠	٠	۲
جناب معین الدین احمد صاحب قدوائی - ندوہ لکھنؤ	٠	٠	۳
ایک بزرگ از بجرنگ گڈہ	٠	۴	۶
از وقف شیخ ولایت علی صاحب مرحوم شہر لکھنو	٠	-	۱٠٠
میزان	٠	۴	۱۲۲
سابق	٠	۶	۹۱۱۲
میزان کل	٠	۱٠	۹۲۳۴

فہرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور

(۳)

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب بزرگان سبیتہ (پٹنہ) بذریعہ انجمن اتحاد	۶	۴	۲۳
جناب محمد جان صاحب از دہلی	٠	٠	۵
جناب مستری غلام محمد صاحب گھڑی ساز بہارل پور	٠	٠	۱
جناب غلام نبی صاحب خیاط بہارل پور	٠	۸	-
جناب جلال الدین صاحب	٠	۹	٠
میزان	۶	۵	۳٠
سابق	٠	۱۴	۸۷۶
میزان کل	۶	۳	۹٠۷

فہرست زر اعانۂ ہمدرد و کامریڈ دہلی

	پائی	آنہ	روپیہ
ایڈیٹر الہلال	٠	٠	۱٠٠
جناب محمد افضل خانصاحب وردی منیجر کچھہ بلوچستان	٠	٠	۱
جناب سید قمر الدین صاحب قمر بمبئی	٠	۲	٠
جناب صغیر احمد صاحب بمبئی	٠	۲	٠
جناب سید باقر حسین صاحب بمبئی	٠	۱	٠
جناب سید محی الدین صاحب بمبئی			
جناب جان محمد صاحب - ٹرنجی - برہما	٠	٠	۱
میزان	٠	۵	۱٠۲